www.khanqah.in

Visit us at: www.khanqah.in

ہفتہ وار

مبلغ

اشاعت کا چودھواں سال
14th year of Publication

The Weekly **MUBALLIG**
Srinagar Kashmir

سرینگر کشمیر

قیمت صرف 3 روپے

08/نومبر 2013ء جمعۃ المبارک 03 مُحرّم ۱۴۳۴ھ جلد نمبر: 14 شمارہ نمبر: 40

حضرت شیخ نورالدین نورانیؒ چھِ فرماوان:

کلمے پوٗرُم کلمے سوٗرُم
کُلمے کوٗرُم پَنُن پان
کلمہِ ہَنہِ ہَنہِ موَین توٗرُم
کلمے سائتی ووتُس لامکان

میں نے کلمہ پڑھ لیا، کلمہ کی تحقیق کی اپنے آپ کو کلمہ کا مصداق بنایا (یہاں تک کہ) کلمہ میری رگ رگ میں سما گیا اسی کلمے کی دولت سے میں لامکان پہنچا۔

دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو

جسٹس مولانا تقی عثمانی صاحب مدظلہ العالی

فروری ۱۹۹۴ء کی بات ہے کہ جب برسر اقتدار ٹوری پارٹی کے رُکن پارلیمنٹ اسٹیفن ملی گان (Stephen Milligan) کی پُراسرار موت عالمی اخبارات ورسائل میں موضوع گفتگو بنی رہی تھی، امریکی رسالے "ٹائم" (۲۱ فروری) کے مطابق ۴۷ سالہ اسٹیفن ملی گان کی حیثیت برطانیہ کی پارلیمانی سیاست میں ایک اُبھرتے ہوئے ستارے کی سی تھی، لیکن وہ اپنے باورچی خانے میں اچانک مردہ پائے گئے اور مُردہ بھی اس پُراسرار حالت میں کہ ان کے جسم پر کپڑے نام کی اگر کوئی چیز تھی تو وہ صرف ان کی ٹانگوں میں زنانہ ساق پوش (Stockings) اور گارٹر بلیٹ تھی، جسم پر کسی زخم یا تشدد کا کوئی نام ونشان نہیں تھا، نہ اس بات کی کوئی علامت تھی کہ انہوں نے خودکشی کی ہے۔

ماہرین نے ان کی موت کے اسباب کا کھوج لگایا تو پتہ چلا کہ نہ انہیں کسی نے قتل کیا ہے اور نہ انہوں نے جان بوجھ کر خودکشی کی ہے، بلکہ وہ خود اپنی حد سے بڑھی ہوئی لذت پسندی کا شکار ہوئے ہیں، ماہرین کا کہنا ہے کہ وہ خودلذتی (Solo Sex) کے ایک ایسے عمل میں مشغول تھے جس میں زیادہ سے زیادہ لذت کے حصول کی خاطر دماغ کو آکسیجن کی سپلائی کم ہوجاتی ہے، انہوں نے یہ عمل اس طرح جاری رکھا کہ دماغ آکسیجن سے بالکلیہ محروم ہوگیا اور اس کے نتیجہ میں ان کی موت واقع ہوگئی۔

مغربی ممالک میں اس قسم کی جنسی جنونیت کے واقعات آئے دِن پیش آتے رہتے ہیں، "ٹائم" کے ایک شمارے میں بھی اس واقعے کا حوالے دیتے ہوئے کا گیا کہ پچھلے چند ہفتوں میں ٹوری پارٹی کے چھ ارکانِ پارلیمنٹ کے جنسی اسکینڈل منظر عام پر آئے ہیں جن کی انتہاء اسٹیفن ملی گان کی موت پر ہوئی ہے۔

اس واقعے میں اور اس جیسے سینکڑوں دوسرے واقعات میں جو مغربی ممالک میں روزمرّہ کا معمول بن چکے ہیں، عبرت کا پہلو یہ بھی ہے کہ یہ سب کچھ کسی ایسے معاشرے میں نہیں ہو رہا جو جنسی لذت کے حصول کیلئے قید وبند کا شکار ہو، اور اس مقصد کیلئے معمول کے راستوں سے محروم اور مایوس ہونے کے بعد غیر معمولی راستوں کو اختیار کرنے پر مجبور ہوگیا ہو، بلکہ یہ سب کچھ اس ماحول میں ہو رہا ہے جسے دُنیا بھر میں اباحیت پسند معاشرہ (Permissive Society) کہا جاتا ہے، جہاں فرد کی آزادی کو اتنا وسیع مفہوم دیا گیا ہے کہ مذہب واخلاق کی تمام قدریں اس پر قربان کردی گئی ہیں، جہاں نفسانی خواہشات کی تکمیل پر سب سے کم پابندیاں ہیں، جہاں جنسی لذتوں کے دروازے چوپٹ کھلے ہیں اور ان کے اردگرد مذہب واخلاق کا کوئی قابل ذکر پہرہ نہیں ہے۔

لیکن لذت اندوزی کی اس کھلی چھوٹ کے باوجود لوگ ہیں کہ انہیں اَب بھی قناعت اور قرار حاصل نہیں، وہ اَب بھی معمول کی حدیں پھلانگنے کی فکر میں ہیں، اور جنسی جرائم کی تعداد اِن ممالک میں دُنیا بھر سے زیادہ ہے۔

اس صورتحال کی وجہ درحقیقت یہ ہے کہ جنسی جذبہ جب اعتدال سے آگے بڑھتا ہے تو اسے کسی حد پر روکنا ممکن نہیں ہوتا، مغربی دُنیا کے حالات اس کے گواہ ہیں کہ جنسی لذت کا شوق فطرتِ سلیمہ کی سرحد پار کرنے کے بعد ایک نہ مٹنے والی بھوک اور نہ بجھنے والی پیاس میں تبدیل ہوجاتا ہے، انسان کو اس بیماری میں مبتلا ہونے کے بعد لطف ولذت کے کسی درجے پر صبر نہیں آتا۔ وہ انسانیت وشرافت کی ایک ایک قدرت کو جھنجھوڑ ڈالتا ہے، پھر بھی اسے قناعت نصیب نہیں ہوتی، اور اس کی مثال استسقاء کے اس مریض کی سی ہوتی ہے جو آس پاس کے سارے گھڑے خالی کرنے کے بعد بھی پیاسا کا پیاسا دُنیا سے رُخصت ہوجاتا ہے۔

اسی مغربی دُنیا میں جہاں لذت پرستی کے نت نئے واقعات روزانہ رونما ہوتے رہتے ہیں، ایسے لوگوں کی بھی بہت بھاری تعداد ہے جو اس صورتِ حال پر نہایت پریشان ہیں وہ سوچتی ہے کہ انسان کی پرائیویٹ زندگی کی خواہشات پر بھی کوئی روک ضرور ہونی چاہیے جو اسے معقولیت کی حدود میں رکھ سکے، لیکن "معقولیت کی حدود" کیا ہیں؟ اور ان کے تحفظ کیلئے کس قسم کی "روک" کارآمد ہوسکتی ہے؟ اِن سوالات کا کوئی جچاتُلا جواب ان کے پاس نہیں ہے، اور مابعدالطبیعت (Metaphysics) سے کلی طور پر منہ موڑ لینے کے بعد اُن کے پاس کوئی ایسا پیمانہ بھی نہیں ہے جو جائز اور ناجائز اور خیر وشر کے درمیان واضح خطِّ امتیاز کھینچ سکے، انہوں نے یہ خط امتیاز کھینچنے کیلئے نِری عقل کو استعمال کرنا چاہا، لیکن انسانیت کی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ وحی الٰہی کی رہنمائی سے آزاد ہونے کے بعد انسانی عقل عموماً اپنی نفسانی خواہشات کی غلام بن جاتی ہے، چنانچہ وحی کے نور سے محروم یہ عقل دھیرے دھیرے انسان کو خواہشات کی اس بھول بھلیاں تک لے آئی جہاں اس کے پاس بھٹنے او بھٹکتے رہنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

چاہے کوئی شخص یہ بات مانے یا اسے نہ مان کر اپنا ہی نقصان کرے، حقیقت تو یہی ہے کہ دُنیا کی اس محدود زندگی میں "لذتِ کامل" کا حصول ہی ناممکن ہے، یہاں ہر خوشی کے ساتھ غم، ہر راحت کے ساتھ تکلیف اور ہر لذت کے ساتھ کدورت کا کانٹا لگا ہوا ہے، اربوں انسانوں کی اس بھری پڑی دُنیا میں کوئی نہیں ہے جسے "لذتِ کامل" کی وہ معراج حاصل ہوگئی ہو جس کے بعد اس کے دِل میں مزید کی خواہش نہ ہو، لہٰذا اگر کوئی شخص یہاں لذت وراحت کے ایسے منتہائے کمال (Climax) کا طالب ہو جس کے بعد لذت وراحت کا کوئی اور درجہ باقی نہ ہو تو وہ ایک ناممکن شئ کی تلاش میں اپنی جان دے سکتا ہے مگر اپنا گوہر مقصود حاصل نہیں کرسکتا۔ لہٰذا انسان کیلئے اپنی نفسانی خواہشات کو کسی حد پر روک کر کسی جگہ ٹھہرنا ضروری ہے، اسی ٹھہرنے کا نا "قناعت" ہے، اور اللہ تعالیٰ حق شناس نگاہ عطا کرے تو یہ "قناعت" ہی وہ اعلیٰ ترین لذت ہے جو اس دُنیا میں رہ کر حاصل کی جاسکتی ہے، قصیدہ بردہ کے مشہور صوفی شاعر علامہ بوصیری نے بڑی خوبصورت بات کہی ہے کہ

النفس کالطفل اِن تھملہ شبّ علی
حب الرضاع واِن تفطمہ ینفطم

انسانی نفس کی مثال دودھ پیتے بچے کی سی ہے، اگر تم اسے بے روک ٹوک چھوڑے رکھو تو وہ بوڑھا ہو جائے گا مگر شیر خواری کی محبت اسکے دِل سے نہیں نکلے گی، لیکن اگر تم اسے دودھ چھڑوانا چاہو گے تو وہ چھوڑ بھی دے گا۔

سوال اَب صرف یہ ہے کہ وہ کونسی حد ہے جس پر انسانی نفس کو روکا جائے؟ اور اس سوال کا صحیح جواب وحی الٰہی سے رہنمائی حاصل کئے بغیر ممکن نہیں، اگر اس بات پر ایمان ہے کہ انسان اور اسکے چاروں طرف پھیلی ہوئی کائنات کسی نے پیدا کی ہے، تو اس ایمان کا منطقی تقاضا یہ ہے کہ اس سوال کا جواب اسی پیدا کرنے والے سے معلوم کیا جائے، یہ عجیب بات ہے کہ آج بھی ہر امریکی ڈالر پر یہ جملہ چھپا ہوا ہے کہ "In God we trust" (یعنی ہم خدا پر بھروسہ رکھتے ہیں) لیکن اس فقرے سے باہر نہ صرف یہ کہ اس "خدا" پر بھروسے کا کوئی مظاہرہ کہیں نظر نہیں آتا، بلکہ زندگی کے ہر اہم مسئلے میں اُس کو کلی طور پر خارج از بحث قرار دینے کو وقت کا فیشن بنا لیا گیا ہے، سوال یہ ہے کہ اگر واقعی تم اس خدا پر بھروسہ کرتے ہو، تو کیا اس نے یہ کائنات پیدا کر کے انسان کو خواہشات کے گھپ اندھیرے میں چھوڑ دیا ہے؟ کیا اس نے تمہیں اس گھپ اندھیرے میں راستہ تلاش کرنے کیلئے کوئی روشنی فراہم نہیں کی؟ اگر اس نے واقعی تمہیں اس طرح بے یار ومددگار چھوڑ دیا ہے تو کیا وہ واقعتہً بھروسے کے لائق ہے؟ اور اگر یہ بھروسہ رکھتے ہو کہ اس نے کوئی روشنی تمہارے لئے ضرور بھیجی ہوگی، تو اس روشنی کو تلاش کرنا یقیناً چاند اور مریخ پر کمندیں ڈالنے سے زیادہ ضروری ہے، کیونکہ اس روشنی کے بغیر تمہاری زندگی کا سفر ٹھیک ٹھیک نہیں ہوسکتا، شاعر مشرق رحمۃ اللہ علیہ نے برسوں پہلے کہہ دیا تھا ؎

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گذرگاہوں کا
اپنے افکار کی دُنیا میں سفر کر نہ سکا
جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا
زندگی کی شبِ تاریک سحر کر نہ سکا
اپنی حکمت کے خم وپیچ میں اُلجھا ایسا
آج تک فیصلہ، نفع وضرر کر نہ سکا

//......بقیہ صفحہ 2 پر......//

ضروری گذارش: محترم قارئین کرام! یہ اَخبار عام اخباروں کی طرح نہیں، اسلئے اس کا اَدب واحترام ہمیشہ قارئین پر واجب ہے۔ مدیر

عورتوں کے ذریعہ معاشرہ کی اصلاح

رضیہ رجب

یقیناً اس میں ذرّہ برابر شک وشبہ نہیں کیا جاسکتا کہ معاشرہ کے بنانے اور سنوارنے میں جو کام خواتین اسلام نے کیا ہے مردوں کے حصے میں آج تک نہیں آسکا معاشرہ خراب سے خراب تر ہو زندگی اپنی تمام رعنائیوں اور لطف اندوزیوں کے ساتھ جلوہ گر ہو کہ خیر اصلاح کی کوئی گنجائش ہی باقی نہ ہو، ایسے موقع پر خواتین اسلام اگر چاہ لیں کہ اس شر وفساد سے معاشرہ کو پاک کرنا ہے اور ایک صالح معاشرہ کی ایسی مضبوط بنیاد رکھنی ہے جس کو انسانیت سوز حرکتوں کا کوئی جھونکا ہلا نہ سکے۔

یہی وہ خواتین اسلام ہیں، جان ومال کو قربان کردیا جیسے حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ سے کون خاتون واقف نہیں، جنہوں نے اپنے شوہر کی شہادت کے بعد اپنے بیٹے کو جہاد کیلئے للکاری تھی، کیونکہ، اسلئے کہ اسلام کی آغوش ہی میں انسان کی کامیابی وکامرانی ہے اور جب انسان انسانیت کے زیور سے مسلح ہوتا تو معاشرہ صالح نیک اور ترقی یافتہ ہوگا لیکن آج اس بات پر جس قدر ہم افسوس کریں کم ہے کہ معاشرہ کی اصلاح اور اس میں کردار سازی تو دور کی بات ہے، خود خواتین کے اندر سدھار نام کی کوئی چیز نہیں، سوائے چند کے، اخلاقی اقدار ختم ہوتے جارہے ہیں، بے راہ روی عام ہوتی جارہی ہے، عریانیت وفحاشی، بدچلنی اور بداخلاقی کا رواج عام ہے، اکثر گھرانے کی عورتیں مغربی تہذیب اور ماڈرن ثقافت کی دلدادہ ہیں، تو بچوں کی تربیت کیسے ہوگی، کہاں سے لڑکیوں کے اخلاق اچھے اور پاکیزہ ہوں گے اسلئے کہ بچے والدین کے رہن سہن بات چیت اور اسلوب وانداز کو دیکھتے ہیں، جس طرح کے کارنامے والدین اور خاص طور پر گھر کی مالکہ انجام دیتی ہے اس راہ پر بچے ہی چلتے ہیں۔ اگر تاریخ کی عظیم شخصیات کا مطالعہ کیا جائے تو یہی نظر آئے گا کہ ان کی مائیں اپنی تمام خوشی ومسرت کو بالائے طاق رکھ کر اپنے بچوں کو بنانے میں لگ گئیں۔ یہی وہ خواتین ہیں جو اگر چاہ لیں شہر، علاقہ اور بستی کا ہر فرد نیک اسلامی اصول وضوابط پر عمل کرنیوالا بن جائے تو ایسا ہوسکتا ہے، لیکن شرط ہے کہ پہلے وہ خود ان اوصافِ حمیدہ اور گراں قدر صفات سے آراستہ ہوں ان کا ذہن ودماغ فتور وفتن سے پاک ہو، اس کی فطرت عفت وپاکدامنی کا نمونہ ومثال ہو۔

عورت اسلامی نقطہ نظر سے ایک خوشبو ہے جو ہر نجاست وگندگی سے الگ تھلگ رہ کر اپنی پہچان بناتی ہے، ایک پھول ہے جو ہر آنکھ کو بھلی لگتی ہے، جو پورے معاشرہ کو الفت ومحبت، اور اسلامی تہذیب وثقافت کا آئینہ دار بنادیتی ہے، جس کی گود میں قومیں اور نسلیں پلتی بڑھتی اور ترقی کرتی ہیں، جس کے ذریعہ رزق میں وسعت اور خیر وسعادت کا چشمہ ابلتا ہے، اور جو بے قرار معاشرہ کو سکینت ورحمت کے چھینٹوں سے خوشحال وقابل قدر زندگی کا مژدہ سنا سکتی ہے، وہ معاشرہ ایک اسلامی معاشرہ بن سکتا ہے جہاں ہر ایک دوسرے کا ادب ولحاظ رکھتا ہو، بغض وحسد سے دور اخوت ومحبت اور مساوات کا جذبہ ہو، قرآن کریم میں ایک معیاری خاتون کا نقشہ اس طرح پر کھینچا گیا ہے: نیک بیویاں اپنے شوہروں کی فرمانبردار ہوتی ہیں اور ان کی پیٹھ پیچھے ان کے مال واسباب اور عزت وآبرو کی محافظ ہوتی ہیں۔ مختصر یہ کہ عورت ماں، بہن، بیوی، بیٹی ہر صورت میں اپنی اطاعت وفرمانبرداری، سلیقہ مندی، اور عفت وپاکدامنی سے معاشرہ کی خدمت کرسکتی ہے اور اس کو اسلامی معاشرہ بنا سکتی ہے اور اپنی خوبیوں کے ذریعہ وہ ایک اسلامی معاشرہ کی تشکیل میں اہم رول ادا کرسکتی ہے، آپ ﷺ نے قریش کی نیک عورتوں کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: ''وہ سب سے بہترین ہیں اسلئے کہ وہ اپنی اولاد کی تربیت کرتی ہیں اور شوہروں کے سامان کی حفاظت کرتی ہیں اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب اسلامی تعلیم سے وہ اپنے آپ کو آراستہ کریں، اسلئے کہ بغیر تعلیم عورت یا تو پھوہڑ ہوگی یا بے حس۔ دونوں صورتوں میں وہ معاشرہ کیلئے کلیدی کردار ادا کرسکتی ہے، اسلئے اس کو تہذیب وثقافت کے ساتھ اسلامی اقدار اور اسلامی تعلیمات سے اس حد تک تعلق ہو کہ وہ حلال وحرام، جائز وناجائز کو سمجھ سکے، جب ہی وہ انسانی معاشرہ کیلئے خوشگوار ماحول پیدا کرسکتی ہے اور موجودہ خرابیوں سے اس معاشرہ کو بچا سکتی ہے۔ گھریلو ذمہ داری اور سلیقہ مندی کا ہر میدان میں عورت کا کردار ناقابل فراموش ہے، مرد باہر کی ذمہ داریوں سے سبک دوش ہوتے ہیں تو خواتین گھر کے اندر بچوں کی تعلیم وتربیت کی ذمہ داری نبھا رہی ہیں، جس سے معاشرہ صالح نیک اور اسلامی اقدار کا حامل ہوسکتا ہے۔

اِلٰہی ماؤں، بہنوں، بیٹیوں کو دینداری دے
اِلٰہی نئی پود کو فصل بہاری دے
بچالے مومنہ کو اے خدا مغرب پرستی سے
بچا اس شمع کو بادفنا کی چیرہ دستی سے

مدرسہ حفظ القرآن پمبی کولگام

مدرسہ حفظ القرآن پچھلے دو سال سے زیر تعمیر تھا الحمدللہ ابھی دو تین کمرے اور مطبخ وغیرہ کچھ کام کیلئے مکمل ہوئے۔ لیکن ابھی باقی مدرسہ زیر تعمیر ہی ہے، جبکہ امسال ناظرہ، حفظ اور فارسی کا درجہ شروع ہوچکا ہے۔ اس کیلئے اہل خیر حضرات سے گذارش ہے کہ وہ مدرسہ ھذا کا بھرپور تعاون کریں۔

آپ کا خیر اندیش: مولوی محمد اشرف قاسمی
فون نمبر: 9622824816

بقیہ: دیکھو مجھے جو دیدۂ...... صفحہ اول سے آگے

پھر اس قسم کے واقعات میں ہمارے لئے ایک لمحۂ فکریہ ہے، آج مغرب جس مقام پر کھڑا ہے اور جہاں سے واپسی کی سوچ کے باوجود واپس نہیں ہو پارہا، وہاں وہ ایک دَم سے راتوں رات نہیں پہنچ گیا تھا، بلکہ اسے یہاں تک پہنچنے میں ایک طویل عرصہ لگا ہے، ابتداء میں وہاں بھی شرم وحیا، عفت وعصمت اور پاکدامنی کی وہی اہمیت تھی جو مشرقی، اور بالخصوص مسلم معاشروں میں پائی جاتی ہے، لیکن گونا گوں اسباب کے تحت وہاں لبرلزم کا سیلاب اُٹھا، اس نے جس طرح بہت سی توہم پرستیوں کے خلاف کامیاب لڑائی لڑی، وہاں وہ آزادی کے جوش میں بہت سی ایسی قدروں کو بھی بہا لے گیا جو معاشرے کے اخلاقی استحکام کیلئے ناگزیر تھیں، شروع میں بظاہر کچھ بے ضرر سی تبدیلیاں لائی گئیں، جن کے دور رس اثرات اس وقت محسوس نہ ہوسکے، لیکن جب اخلاقی رکاوٹوں کا بند ایک مرتبہ ٹوٹا، تو پھر وہ ٹوٹتا ہی چلا گیا، اور اسے کسی حد پر روکنا ممکن نہیں رہا۔

آج ہمارے معاشرے میں بھی لبرل ازم کے نام پر تیزی سے ایسی تبدیلیاں لانے کی کوششیں جاری ہیں جن کا رُخ وہی ہے جو مغرب کے لبرل ازم نے اختیار کیا تھا، بعض اوقات ان تبدیلیوں کو معمولی اور بے ضرر قرار دینے کیلئے بڑے دلائل دیئے جاتے ہیں، بالخصوص عورت کے معاشرتی کردار کے حوالے سے جو فکر اس وقت ہمارے پڑھے لکھے حلقوں میں عام ہورہی ہے، اس کی سمت ٹھیک وہی ہے جس سے مغرب نے اپنی بے راہ روی کے سفر کا آغاز کیا تھا، جب دو مختلف سمتوں میں سفر کرنے والی ریل کی پٹڑیاں ایک دوسری سے الگ ہوتی ہیں تو دونوں کے درمیان چند انچ سے زیادہ کا فاصلہ نہیں ہوتا لیکن جب کوئی شخص اس فاصلے کو معمولی سمجھ کر بدلی ہوئی پٹڑی پر سفر جاری رکھے تو بہت تھوڑے سے عرصے میں دونوں پٹڑیوں کے درمیان سینکڑوں میل کا فرق پڑجاتا ہے اور وہ اپنی صراطِ مستقیم سے کہیں دور جا نکلتا ہے۔ لہٰذا ہم اس وقت ایک انتہائی نازک دَور پر کھڑے یں جہاں ذرا سی غفلت اور بے پروائی ہمیں اپنی منزلِ مقصود سے بہت دور لے جاسکتی ہے، ایسے مواقع پر معاشرے کے اخلاقی ڈھانچے اور ملت کی مسلّمہ قدروں میں کسی بھی تبدیلی کو معمولی سمجھ کر اسے لاپروائی کی نذر کرنا اجتماعی خودکشی کے مرادف ہوسکتا ہے، لہٰذا اس سلسلے میں ہمیں ہر قدم پھونک پھونک کر رکھنا چاہیے۔

کوئی شک نہیں کہ زندگی ہر دَم رواں پیہم دواں ہے، اس میں بھی شک نہیں کہ بدلے ہوئے حالات میں بہت سی تبدیلیاں زندہ رہنے کیلئے ناگزیر بھی ہیں، لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ اپنی زندگی کے تمام اصولوں کو اس کے اوپر گھس دیا جائے، ہمیں ''خذ ما صفا ودَع ماکدر'' (صاف چیز کو لے لو، اور مکدّر کو چھوڑ دو) کے اصول پر انتہائی احتیاط اور باریک بینی سے عمل کرنا ہے، اور اس کیلئے ہمارے پاس قرآن وسنت کی روشنی موجود ہے، جس کے ذریعے ہم دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کرسکتے ہیں، بشرطیکہ ہم زندگی کے ہر مسئلے کا حل دوسروں کے نقوشِ قدم میں تلاش کرنے کی عادت چھوڑیں، اور اپنی گدڑی میں چھپے ہوئے اس لعل سے آگاہ ہونے کی کوشش کریں، جو آج بھی ہمارے لئے بہترین سرمایۂ ہدایت ہے۔☆

DARUL ULOOM SAWA-US-SABEEL EDUCATIONAL INSTITUTE KHANDIPORA KULGAM

ADMISSION OPEN

"SUCCESS OF BOTH THE WORLDS"

"Committed to the Excellence"

"Under the guidance of Maulana Hamidullah Sahib Damat Barkatuhum"

The School offers admission from Class Nursery to 10th (Boys & Girls) for the academic session 2013-14.

Salient Features:

1. Complete and obligatory veil (Pardah) for girls from class 6th onwards.
2. The School starts functioning with the "Tilawat- e- Qur'an" and "Deen kee Batein".
3. Memorization of Qur'an and Hadith with english translation.
4. Eco- friendly and pollution free brand location.
5. Learning by doing, activity based methods of teaching - learning.
6. Features that make learning fruitful and enjoyable.
7. Well Qualified, experienced, committed and trained faculty of teachers to give your children the best academic base.
8. Science, Mathematics, Computer Science with state of the art labs and library.
9. Special measures for orphans, poor and deserving students.
10. Affordable fee structure.
11. Advisory board of qualified scholars from Islamic and academic fields.
12. Periodic check- up by a board of expert doctors.
13. Boarding facility for boys only.

So rush now to get your Wards admitted at the earliest.

Principal

DUSSEI Khandipora Kulgam

For more details contact Cell No's: 9906431306, 9622627265

www.khanqah.in

ہفتہ وار
مبلغ
سرینگر کشمیر

08 نومبر 2013ء جمعۃ المبارک

اپنے آپ کی خبر لیجئے

سیرت نبوی سے متعلق کوئی سی کتاب اُٹھا لیجئے اور اس کے مطالعہ کے بعد یہ سوچئے کہ رسولِ خدا ﷺ کی زندگی کا مرکزی نقطہ کیا تھا؟ سب سے زیادہ عزیز حضور ﷺ کو کون سی شئ تھی؟ سب سے زیادہ محبوب مشغلہ حضور کا کیا کیا تھا؟ اس کے جواب میں صرف ایک شئ آپ کو ملے گی؟ ''عبادتِ الٰہی'' شب وروز میں کتنی زائد نمازیں آپ پڑھتے تھے، رات کو کسی ذوق وشوق کے ساتھ بار بار بیدار ہو کر آپ نماز ومناجات میں مصروف ہو جاتے تھے، ہر سال اور ہر مہینے کتنے روزے آپ لگاتار رکھا کرتے تھے، صدقات وخیرات دینے پر آپ ہر وقت کیسے آمادہ ومستعدر ہتے تھے، حج وعمرہ کی برکتیں آپ کو کس قدر عزیز تھیں، اُٹھنے بیٹھنے، کھانے پینے، سونے جاگنے، چلنے پھرنے اور اس طرح کی چھوٹی بڑی تمام بشری ضرورتوں کے شروع اور آخر میں آپ کس طرح دُعا وذکر الٰہی کا اہتمام رکھتے تھے، خدمت خلق پر آپ کس درجہ حریص تھے، خوفِ خدا سے آپ کس بڑی حد تک لرزاں وترساں رہتے تھے، قناعت وایثار سے ذاتِ مبارک کیسی لبریز تھی، یہ تمام خصوصیات آپ کو سیرتِ اقدس کے ہر ہر جزئیہ میں نمایاں نظر آئیں گے۔

یہ نہ تھا کہ آپ کی زندگی دُنیا سے الگ بالکل گوشہ نشینی کی ہو، آپ کے سر تو اس قدر کام میں رہتے تھے کہ بڑے بڑے کاروباری شخص کے پاس بھی اس سے زائد کام نہیں ہو سکتے، ایک نہیں متعدد بیویاں تھیں، کئی کئی اولادیں تھیں، دوستوں اور دُشمنوں دونوں کی بہت بڑی تعداد سے ہر وقت سابقہ رہتا تھا، فوج کے انتظامات کرنا ہوتے تھے، مالی معاملات کا انصرام کرنا ہوتا تھا، غیر قوموں اور سلطنتوں کے ہاں سے قاصدوں کی آمد ورفت رہتی تھی، بڑے بڑے سفر کرنے ہوتے تھے، غرض جو کام بہت سے لوگوں کی ایک جماعت مل کر انجام دے سکتی ہے وہ بنفس نفیس حضور اپنی ذات سے انجام دیتے تھے، لیکن بایں ہمہ عبادتِ الٰہی میں کبھی فرق نہیں پڑنے پاتا تھا، ذوق وشوق، شغف وانہاک کی شئ وہی یادِ الٰہی رہتی تھی بلکہ کہنا یہ چاہیے کہ سفر وحضر، خلوت وجلوت کے تمام مشغلوں ساری مصروفیتوں اور کل کاروبار کی اصلی کنجی صرف طاعت باری ویادِ خدا تھی، رسولِ خدا کی حیاتِ مبارک اس ''عبدیت'' کی کامل ترین مظہر تھی، باقی صحابہ کرامؓ اور دیگر بزرگان ملت کی زندگیاں ہر زمانہ میں کم وبیش اسی نمونہ کے مطابق رہی ہیں۔

اس کے بعد آپ اپنی زندگی پر غور فرمایئے، آپ کے ذوق وشوق، آپ کی توجہ وکوشش کی مرکز کون سی چیزیں ہیں؟ خوش نما کپڑے، لذیذ کھانا، آراستہ مکان، بیوی، اولاد، بڑی تنخواہ، نام ونمود، دھوم دھام کے جلسے، نوکر چاکر، سازوسامان، بس یہی، یا وہ چیزیں جو اسی قبیل سے ہیں، ہم میں سے ایک بہت بڑی تعداد تو ایسی ہے، جو عبادت کو سرے سے غیر ضروری ہی سمجھے ہوئے ہے، لیکن جو لوگ بظاہر نماز وروزہ کے پابند ہیں، وہ بھی اپنی جگہ پر سوچیں کہ آیا ان فرائض کو ادا کرنا اپنے سر سے محض ایک بار کا اُتارنا خیال کرتے ہیں یا ان اعمال کو دِلی ذوق وشوق سے بھی ادا کرتے ہیں؟ کھانا رسول اللہ بھی نوش فرماتے تھے مگر محض اسلئے اور اس لحاظ سے کہ بغیر خدا کے جسم انسانی زیادہ عرصہ تک قائم نہیں رہ سکتا، آپ کی اصلی راحت ومسرت کی شئ، آپ کی ''آنکھ کی ٹھنڈک'' نماز تھی۔ ہم لوگوں نے اس ترتیب کو بالکل الٹ دیا ہم اگر نماز پڑھتے بھی ہیں تو گویا دِل پر جبر کر کے اور اس کی ادائی میں زیادہ سے زیادہ آسانیاں تلاش کر کے، اور ہماری اصلی جی لگنے کی چیزیں دُنیوی کاروبار ہیں، پھر جب ہم اسلامی زندگی کے صحیح مرکز سے اس قدر دور جا پڑے ہیں، جب ہم نے خدا کی بتائی ہوئی ترتیب زندگی کو اس قدر الٹ دیا ہے جب بجائے عبادت کے ہم نے لذات مادی کو اپنا مقصد زندگی قرار دے لیا ہے، تو ایسی حالت میں اگر ہم اسلام کی دینی ودنیوی دونوں قسم کی برکتوں سے محروم ہو گئے ہیں تو اس میں حیرت کی کیا بات ہے؟

جواھر القرآن

سورۃ الّیل قسط: 11 (آیت ۱۲۔ ۲۱)

....

آگے ارشاد ہے: ''مال کے وہ صرف اور خرچ جن کا مقصد اللہ کی خوشنودی کے علاوہ کچھ اور ہو مثلاً لوگوں میں شہرت ونیک نامی حاصل کرنے کیلئے خرچ کیا۔ یا دوسروں پر احسان رکھنے یا دوسروں کا احسان چکانے کیلئے خرچ کیا یا دکھاوے کیلئے مال خرچ کیا کہ لوگوں سے واہ واہ چاہتے ہیں یا کسی عہدہ دار کی نظر کرم کی اُمید میں خرچ کیا یا قوم اور ملک میں نام آوری کے خاطر خرچ کیا یا اپنے کسی شخصی رجحان یا ذوق کی تسکین کے خاطر مال لٹایا تو ان تمام حالات میں چونکہ مقصد اللہ کی خوشنودی کے علاوہ کچھ اور ہے اسلئے اس پر اللہ تعالیٰ سے کسی اجر کی اُمید نہ رکھنا چاہے اور جب خالص رضائے مولیٰ کی طلب میں مال لٹا رہا ہے تو اس کیلئے وعدہ اور بشارت ہے۔ ''اور وہ عنقریب خوش ہو جائے گا'' یعنی آخرت کی نعمتوں سے خوب مالا مال ہو کر بے انتہا مسرور وخوش ہوگا، تو اگر چہ اس سورہ اور ان آیات کا مضمون عام ہے لیکن روایات کثیرہ شاہد ہیں کہ ان آخری آیات کا نزول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں ہوا اور یہ بہت بڑی دلیل آپ کی فضیلت وبزرگی کی ہے۔ یہ آخری کلمہ ہے وَلَسَوۡفَ یَرۡضٰی یہ شخص عنقریب خوش ہو جائے گا، یہ حضرت صدیق اکبرؓ کیلئے ایک عظیم خوش خبری اور اعزاز ہے کہ ان کو حق تعالیٰ جل وعلیٰ نے دُنیا ہی میں اپنی طرف سے راضی اور خوش کر دیئے جانے کی خوشخبری سنادی، اللہ تعالیٰ آپ کے درجات عالیہ اور قرب خاص میں اور ترقی عطا فرمائیں اور آپ کے نام لیوا ہونے کے باعث اور آپ سے محبت کرنے کے باعث اللہ تعالیٰ ہماری بھی مغفرت فرماویں۔ آمین

خلاصہ: اس سورت کا موضوع انسانوں کے مختلف قسم کے اعمال اور جدوجہد ہے جب اعمال اور جہد وسعی کا رخ مختلف ہو تو اس کے نتائج بھی مختلف برآمد ہوتے ہیں اس کی ابتدائی آیات میں تین قسمیں کھا کر فرمایا گیا ہے کہ اے انسانو! تمہاری سعی مختلف ہے کوئی متقی ہے اور کوئی شقی ہے، کوئی مومن ہے اور کوئی کافر، کوئی اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے اور کوئی بخل کرتا ہے، کوئی اللہ سے ڈرنے والا ہے اور کسی نے بے نیازی اختیار کر رکھی ہے، کوئی بھلائی کی بات کی تصدیق کرتا ہے اور کوئی تکذیب کرتا ہے، انسانوں میں سے جو کوئی اپنے لئے جس قسم کی راہ کا انتخاب کرتا ہے، ہم اس راہ پر چلنا اس کیلئے آسان کر دیتے ہیں۔ سورہ کے اختتام پر بتایا گیا ہے کہ اہل ایمان کو ربّ تعالیٰ دوزخ کے عذاب سے بچالے گا اور اس کیلئے ایک مومن صالح کا قصہ بیان کیا ہے جو اپنا مال صرف رضاءِ الٰہی کی خاطر خرچ کرتا تھا تمام تفاسیر میں ہے کہ یہ آیات حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں نازل ہوئی تھیں جن کا مال جہاد کی تیاری، نبی کریم کی نصرت اور ایسے غلاموں کو خرید کر آزاد کرنے میں خرچ ہوتا تھا جو قبول اسلام کی وجہ سے ظلم وستم کا نشانہ بنے ہوئے تھے۔

اَدعِیۃ الرسول صلّی اللہ علیہ وسلّم

سواری کا جانور پھسلنے کے وقت کی دُعاء

''بِسۡمِ اللّٰہِ'' (اللہ کے نام کے ساتھ) (ترمذی حدیث: ۳۴۲۸، حاکم: ۱/ ۵۳۸)

مسافر کی مقیم کیلئے دُعاء

''اَسۡتَوۡدِعُکُمُ اللہَ الَّذِیۡ لَاتَضِیۡعُ وَدَائِعُہٗ''

(احمد ۲/ ۴۰۳، ابن ماجہ ۲/ ۹۴۳ وانظر صحیح ابن ماجہ ۲/ ۱۳۳)

تم کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں جس کی حفاظت میں دی ہوئی چیزیں ضائع نہیں ہوتی ہیں۔

مقیم کی مسافر کیلئے دُعاء

۱۔ ''اَسۡتَوۡدِعُ اللّٰہَ دِیۡنَکَ وَاَمَانَتَکَ وَخَوَاتِیۡمَ عَمَلِکَ''

(احمد ۲/ ۷ والترمذی ۵/ ۴۹۹ وانظر صحیح الترمذی ۲/ ۱۵۵)

اللہ کے سپرد کرتا ہوں تیرا دین اور تیری امانت داری کی صفت اور تیرے عمل کا انجام۔

۲۔ ''زَوَّدَکَ اللّٰہُ التَّقۡوٰی وَغَفَرَ ذَنۡبَکَ یَسَّرَلَکَ الۡخَیۡرَ حَیۡثُ مَا کُنۡتَ''

زادِ راہ عطا فرمائے تمہیں اللہ تقویٰ کا اور بخش دے تمہارے گناہ آسان کر دے تمہارے لئے بھلائی کو، جہاں بھی تم ہو۔ (ترمذی حدیث: ۳۴۴۴)

دورانِ سفر تسبیح وتکبیر

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب ہم بلندی پر چڑھتے تو تکبیر ''اَللّٰہُ اَکۡبَرُ'' کہتے اور جب نیچے اُترتے تو تسبیح ''سُبۡحَانَ اللّٰہِ'' کہتے۔ (بخاری مع الفتح: ۶/ ۱۳۵)

www.khanqah.in

علم نحو سیکھئے۔36

سوال: کوفیین کے قول کی تفصیل کیا ہے؟

جواب: کوفیین کے قول کی تفصیل یہ ہے کہ پہلے فعل کو عمل دینے کے بعد دیکھو دوسرے فعل کو فاعل کا تقاضہ کرتا ہے یا مفعول کا پس اگر فاعل کا تقاضا کرتا ہے تو دوسرے فعل میں فاعل کی ضمیر لاؤ اسم ظاہر کے مطابق جیسا کہ تم کہوگے جب کہ دونوں فعل فاعل کا تقاضا کریں۔ضَرَبَنِی واکرمنی زیدٌ۔ضَرَبَنِی واکرمانی الزیدانِ، ضَربنی واکرمونی زیدون۔ نیز جیسا کہ تم کہوگے جب کہ دونوں فعل میں سے ایک مفعول کا اور دوسرے فاعل کا تقاضا کرے ضربت واکرمنی زیداً۔ضَربت واکرمانی الزیدان۔ضَربتُ واکرمونی الزیدین اور دوسرا فعل مفعول کا تقاضا کرے تو دیکھو افعال قلوب سے دونوں فعل ہیں یا نہیں پس اگر افعال قلوب سے نہیں ہیں تو اس میں دو وجہیں جائز ہیں۔ایک مفعول کا حذف کرنا دوسرے مفعول کی ضمیر لانا اسم ظاہر کے مطابق اور یہی زیادہ بہتر ہے۔کیونکہ اس صورت میں ملفوظ مراد کے مطابق ہوگا جیسا کہ تم کہوگے جبکہ دونوں فعل مفعول کا تقاضا کریں مفعول کی تحذیف کے ساتھ ضربت واکرمت زیداً، ضربت واکرمت الزیدان۔ضربت واکرمت الزیدین۔ نیز تم کہوگے۔جب کہ دونوں فعل میں سے ایک فاعل کا اور دوسرا مفعول کا تقاضا کرے۔

ضَربنی واکرمت زیدٌ۔ضربنی واکرمت الزیدان۔ضربنی واکرمت الزیدون۔ نیز تم کہوگے جبکہ دونوں فعل مفعول کا تقاضا کریں۔ضمیر کے ساتھ ضَربت واکرمتہ زیداً۔ضَربت واکرمتہما الزیدین۔ضَربت اکرمتہم الزیدین۔نیز تم کہوگے جب کہ دونوں فعل میں سے ایک فاعل کا اور دوسرا مفعول کا تقاضا کرے۔ضَربنی اکرمتُہم الزیدون اور اگر دونوں فعل اَفعال قلوب میں سے ہوں تو پہلے فعل کا مفعول کا ذکر کرنا ضروری ہے جیسا کہ تم کہوگے: ''حسبنی وحسبتہما منطلقین الزیدون منطلقا اور یہ اسلئے کہ حسبنی وحسبتہما دونوں تنازع کرتے ہیں منطلقا میں پس اگر تم پہلے فعل حسبنی کو عمل دلاؤ گے تو حسبت دوسرے فعل کے مفعول ذکر کرنا ضروری ہے ورنہ افعال قلوب کے دو مفعول میں سے ایک کا حذف کرنا لازم آئے گا جو نا جائز ہے اور ضمیر نہیں لا سکتے ہیں کیونکہ اگر ضمیر لاؤ گے تو دو حال سے خالی نہیں مفرد کی لاؤ گے یا تثنیہ کی پس اگر مفرد کی لاؤ گے تو افعال قلوب کے دونوں مفعولوں میں مطابقت پیدا نہیں ہوگی کیونکہ ایک اسم ظاہر ہوگا اور دوسرا اسم ضمیر ہوگا۔اور یہ جائز نہیں ہے اور تثنیہ کی ضمیر لاؤ گے تو تثنیہ کی ضمیر مفرد کی طرف لوٹانا لازم آئے گا اور یہ بھی ناجائز ہے۔

(ہدایت النحو: صفحہ ۴۱۔ ۴۳)

(باقی آئندہ شمارے میں)

بقیہ: آپکے پوچھے گئے دینی سوالات

اس کا کھانا جائز ہے) کھانے پر فاتحہ پڑھنا نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، نہ صحابہ کرامؓ سے نہ تابعینؒ سے نہ ائمہ مجتہدین سے، یہ محض بدعت محدثہ ہے۔سمجھنے کیلئے اتنی بات کافی ہے اگر یہ کوئی ثواب کا کام ہوتا تو صحابہ کرامؓ جو ایسے کاموں کے عاشق تھے کبھی نہ چھوڑتے، کسی سے بھی کھانے پر فاتحہ پڑھنا ثابت نہیں،اسلئے یہ بدعت وضلالت ہے۔

(امداد المفتیین جلد ۱/ ۹، کفایت المفتی جلد ۱/ ۴۲) فقط واللہ اعلم بالصواب

SAMEER & CO
Deals with:
PLY WOOD, HARDWARE,
PAINTS ETC
ایک بار آزمائیے، بار بار تشریف لائیے
H.O: K.P. ROAD ISLAMABAD
Contact Nos. 9419040053

عصرِ حاضر کی شادیاں

غموں سے بھری زندگی کیوں رہتی ہے؟

تحریر: عبدالماجد دریابادیؒ

شادی کے لفظی معنی خوشی کے ہیں، نکاح انتہائی خوشی کا موقع سمجھا جاتا ہے،اسی لئے تقریب نکاح کو شادی کہتے ہیں،آپ کو اپنے عزیزوں اور دوستوں کی شادیوں میں بارہا شرکت کا اتفاق ہوا ہوگا، بہت سی باراتیں آپ نے دیکھی ہوں گی،ممکن ہے کہ بعض تقریبات شادی کا اہتمام وانتظام بھی آپ کے ہاتھ میں رہا ہو، ان مواقع پر جو کچھ ہوتا رہتا ہے آپ کا دِل اس سے مطمئن ہے؟ پہلا مرحلہ نسبت یا منگنی کا ہوتا ہے،لڑکے والوں کی طرف سے بہت سی مٹھائی آتی ہے، اس کا جواب مٹھائی کی اور زیادہ مقدار سے دیا جاتا ہے،اور دونوں فریقوں کی طرف سے اسراف کا دروازہ کھل جاتا ہے۔منگنی کے وقت سے نکاح کے وقت اور اس کے بعد کے مراسم تک، ہر موقع اور ہر منزل پر یہ تماشا بڑے لطف وشوق سے دیکھا جاتا رہتا ہے، کہ روپیہ لٹانے اور برباد کرنے میں کون فریق دوسرے فریق سے بازی لے جاتا ہے،منگنی، بارات، مانجھا،مہندی، ساچق، چوتھی، چالا، رخصتی، بیویوں کا کھلانا، اور خدا معلوم اور کتنی رسموں اور تقریبوں کا ایک سلسلہ قائم ہوجاتا ہے،ان میں سے ہر رسم کا اس کی پوری پابندیوں کے ساتھ ادا ہونا،اور ہر تقریب کا پورے اسراف کے ساتھ انجام پانا لازمی سمجھا جاتا ہے،اور ہر لمحہ دستور کی پابندیوں پر زور دینا ضروری سمجھا جاتا ہے، ورنہ خاندان کی ناک کٹ جانا،اور برداری کے سامنے بدنامی ورسوائی لازمی ہے!

ان تمام تقریبوں میں تیلی اور بتی پر جو کچھ خرچ ہوتا ہے کیا وہ جائز ہے؟ زرق برق پوشاکوں پر جو بے دریغ روپیہ صَرف کیا جاتا ہے کیا آپ اس کے حامی ہیں؟ پرتکلف کھانوں کی مد میں جو شاہ خرچیاں ہوتی ہیں، کیا آپ کے نزدیک ہونی چاہئیں؟ کئی کئی راتیں جو مہمانوں اور میزبانوں دونوں کو جاگ کر کاٹنی پڑتی ہیں، کیا آپ کے خیال میں یہ دُرست ہے؟ سمدھیوں میں بے لطفی جوان تقریبات کا گویا ایک لازمی جزو بن گیا ہے، کیا اس کیلئے کوئی سند جواز ہے؟ گانے بجانے والوں اور والیوں کا وہ شوروغل، ہنگامہ اور ہلّڑ جو ہمسائیوں کی نیندیں حرام کر دیتا ہے، کیا یہ جائز ہے؟ ڈومنیوں کا شریف زادیوں کے درمیان بیٹھ کر جن میں بہت سی بن بیاہیاں بھی ہوتی ہیں کیا آپ کے خیال میں کوئی ہرج نہیں رکھتا؟ دولہن کو مانجھے کی قید میں جن مصیبتوں کا شکار ہونا پڑتا ہے، کیا آپ کے نزدیک یہ دستور حق بجانب ہے؟ مہر کے مقرر کرتے وقت طرفین میں جو تکرار ہوتی ہے،اور جس میں اکثر بدمزگی تک نوبت آجاتی ہے، کیا یہ دستور پسندیدہ ہے؟ مہر جو اکثر صورتوں میں شوہر کی مالی حیثیت سے کہیں بڑھ چڑھ کر باندھ دیا جاتا ہے،اور جس کے ادا کرنے کی نیت کبھی بھی نہیں ہوتی، کیا یہ طریقہ آپ کے مذہب میں جائز ہے؟ یہ اور اسی قسم کی رسموں، دستوروں اور رواجوں کی سینکڑوں کی مثالیں، جو شادی کے سلسلہ میں آپ کے پیش نظر ہوں گی کیا ان میں سے کوئی بھی آپ کے خدا،اور آپکے رسولؐ کی پسند کی ہوئی ہے؟ کیا ان میں سے کوئی بھی آپ کی شریعت کے مطابق ہے؟ کیا ان میں سے کسی کی بھی تائید آپ کا قانون اخلاق کرتا ہے؟ شریعت واخلاق نہ سہی، کوئی عقلی دلیل ان کی تائید میں آپ پیش فرما سکتے ہیں؟ کوئی دنیوی ومادّی نفع ان سے حاصل ہوتا ہے؟

ناچ اور مجرے کی جو صریحی حیاسوز اور مخالف شریعت رسمیں ان موقعوں پر انجام پاتی ہیں، انکا ذکر یہاں قصداً منظور نہیں، ان کا حرام ہونا بالکل واضح وظاہر ہے اور ہر جگہ ان کی پابندی پر شاید اصرار بھی نہیں ہوتا، لیکن جو رسمیں عالمگیر ہوچکی ہیں جو دستور مسلمانانِ ہند کے گھر گھر میں پھیل چکے ہیں، اور جن رواجوں کی پابندی پر عزّت وشرافت منحصر سمجھی جاتی ہے، انکی بابت آپ کی کیا رائے ہے؟ ان کیلئے آپ کے ضمیر کا کیا فتویٰ ہے؟ ان کی بابت آپ کی عقل کیا رہنمائی کرتی ہے؟ کیا آپ کو علم نہیں، کہ بے شمار گھرانے انہی شادیوں کے موقعوں پر سودی قرض لے لے کر ہمیشہ کیلئے تباہ ہوگئے ہیں؟ کیا آپ کو واقفیت نہیں کہ ہزارہا نوجوان جو آگے چل کر بداخلاقی وبدچلنی میں مبتلا ہوجاتے ہیں، انکے دِلوں میں بداخلاقی وبدچلنی کا بیج شادیوں ہی کی محفلوں میں اوّل اوّل پڑتا ہے؟ شادیوں کے سلسلہ میں دینی ودُنیوی تباہی وبربادی کی بیسوں مثالیں آپ کی نظر سے گزر چکی ہیں اور برابر گزرتی رہتی ہیں، کیا اس بڑھتے ہوئے سیلاب کی اپنی بساط وحیثیت کے موافق، روک تھام کی کوشش کرنی آپ پر فرض نہیں؟ خدا کا خوف نہ سہی، دنیوی مصلحت اندیشی بھی، کیا آپ کو ان رسموں کے خلاف جہاد پر آمادہ کرنے کیلئے کافی نہیں؟

یہ شوقِ سفر کا نتیجہ بنا
نئی منزلوں کے نشان مل گئے
بدلتا رہا راستہ راستہ
کئی شہر یوں ہی میرے طے ہوئے
تعاقب اُجالوں کا جاری رہا
اندھیروں کے سائے لپٹتے رہے
گزرتے رہے یوں ہی دن اور رات
میری زندگی کے فسانے بنے
چراغوں کی تھی روشنی کچھ اُدھر
شمع بھی نظر آئے تھے کچھ ادھر
مگر ٹمٹماہٹ کی آوارگی
بڑی بے قراری تھی وہ روشنی
اکیلا چلا تھا اکیلا ہوں میں
میرے حادثے ہیں میرا کارواں
میں خود ہی بنا ہوں معمہ عجیب!
میں خود سے متعارف نہیں ہوں ابھی!!
میں اک سانحہ ہوں عجیب وغریب!!!

(ابوالخیر)

www.khanqah.in

آپ کے پوچھے گئے دینی سوالات

سوال: ٹخنوں سے نیچے اِزار یعنی پائجامہ پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ٹخنوں سے نیچے پائجامہ پہن کر نماز میں کوئی فرق نہیں پڑتی، نماز تو الگ چیز ہے اور لباس الگ چیز ہے۔اَب آپ تفصیل سے اس کا جواب مرحمت فرمادیجئے کہ اس طرح پائجامہ پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

محمد عباس۔ٹہب پلوامہ

جواب: حامداً ومصلیاً: ٹخنوں سے نیچے پائجامہ لٹکا کر نماز پڑھنا مکروہ ہے اسکی نماز قبول نہیں ہوتی۔ کیوں کہ ابوداؤ دشریف میں حدیث ہے کہ ''عطاء بن یسار حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص اپنی اِزار ٹخنوں سے نیچی لٹکائے ہونے کی حالت میں نماز پڑھ رہا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا جاؤ دوبارہ وضو کرکے آؤ، وہ شخص وضو کرکے آیا چنانچہ وہ شخص گیا اور وضو کرکے حاضر ہوا، پھر آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا جاؤ وضو کرکے آؤ، وہ شخص گیا اور وضو کرکے آیا، ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا، آپ نے اسے وضو کرنے کا حکم کیوں فرمایا؟ آپ نے ارشاد فرمایا وہ اپنی اِزار ٹخنوں سے نیچے لٹکائے ہونے کی حالت میں نماز پڑھ رہا تھا اور اللہ اس شخص کی نماز قبول نہیں فرماتے ہیں جو اپنی اِزار ٹخنوں کے نیچے لٹکائے ہوئے ہو۔'' (ابوداؤ دشریف جلد اول صفحہ ۱۰۰)

مردوں کیلئے ازار وغیرہ سے متعلق شرعی حکم یہ ہے کہ ٹخنوں سے نیچے نہ ہو افضل صورت یہ ہے کہ نصف پنڈلی تک ہو، اگر اس سے نیچے ہو تو بیش از بیش ٹخنوں سے اوپر تک ہو، ازراہِ کبر ٹخنوں سے نیچے لباس پہننا سخت حرام ہے، احادیث میں اس پر شاید وعید آئی ہے، چند احادیث ملاحظ ہوں۔ ''حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا مؤمن کی اِزار نصف پنڈلی تک ہے، اور اس سے نیچے دونوں ٹخنوں کے اوپر تک ہو تو اس میں کوئی حرج (گناہ) نہیں اور اِزار کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے ہوگا تو وہ جہنم میں ہوگا، آپ ﷺ نے یہ جملہ تین بار اِرشاد فرمایا اور فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دِن اس شخص کو نہیں دیکھے گا جو اپنی ازار تکبر کے مارے لٹکائے۔ (مشکوٰۃ شریف)

''حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اِزار کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے ہو وہ جہنم میں ہوگا۔'' (بخاری، مشکوٰۃ) ''حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دِن (نظر رحمت) اس شخص پر نہیں کرے گا جو اپنی ازار از راہِ تکبر ٹخنوں سے نیچے دراز کرے۔'' (بخاری و مسلم)

ٹخنوں سے نیچے اِزار لٹکانا اللہ تعالیٰ کو اس قدر ناپسند ہے کہ لیلۃ البرات (شب برات) میں بھی ایسا شخص اللہ کی رحمت و مغفرت سے محروم رہتا ہے، چنانچہ مظاہر حق میں حدیث نقل کی ہے: ''اور ایک روایت میں آیا ہے کہ شعبان کی پندرھویں شب میں سب بخشے جاتے ہیں مگر عاق (والدین کی نافرمانی کرنیوالا) اور مدمن خمر (ہمیشہ شراب پینے والا) اور مسبلِ ازار (ٹخنوں سے نیچے ازار لٹکانے والا) نہیں بخشے جاتے۔'' الجواہر الزواہر ترجمہ البصائر میں ہے: ''اور (رسول اللہ ﷺ نے) فرمایا آج شب بنوکلب کی بکریوں کے صوف اور بالوں کی مقدار خدا کی رہائی دیئے دوزخی چھوٹیں گے البتہ جو مشرک ہوگا اور جو کینہ وَر ہوگا اور جو رشتہ ناطہ کے حقوق نہ سمجھے گا اور جو ٹخنہ سے نیچے کپڑا الٹکا ہوا پہنے گا اور جو والدین کا نافرمان ہوگا اور جو شراب خوری کا خوگر ہوگا اسکی طرف نگاہِ رحمت نہ فرمائے گا۔'' (الجواہر الزواہر صفحہ ۱۵۱)

مذکورہ روایات میں غور کیجئے ٹخنوں سے نیچے اِزار، پائجامہ لٹکانے پر کتنی سخت وعید ہے، ان روایات کے پیش نظر کوئی مومن اس بات کی ہمت نہیں کرسکتا کہ وہ اپنی اِزار ٹخنوں سے نیچے لٹکائے اور یہ فعل عموماً اَز راہِ کبر اور غیروں کے تشبہ سے ہوتا ہے، جب شرعی حکم یہ ہے کہ لباس ٹخنوں سے نیچے نہ ہو تو اس میں غفلت اور لاپرواہی نہ ہونی چاہیے، لہٰذا یوں کہنا کہ ہمارا یہ فعل اَز راہِ تکبر نہیں ہے بے خیالی سے ہوجاتا ہے مسموع نہ ہوگا نیز دیکھنے والوں کو ایسے شخص سے بدظنی پیدا ہوتی ہے تو ایسی ہیئت کیوں اختیار کی جائے کہ جس کی وجہ سے لوگوں کو بدظنی پیدا ہو۔ چونکہ آنحضرت ﷺ نے مردوں کیلئے صاف طریق سے فرمادیا ہے کہ ما اَسفل من الکعبین ففی النار'' (بخاری) یعنی جو کوئی مرد کو ٹخنوں سے نیچا پائجامہ پہنے گا وہ دوزخ میں ہوگا، لہٰذا مردوں کو ایسا نیچا پائجامہ یا تہہ بند پہننا قطعی حرام ہے، بعض احادیث میں فخریہ پہننے کی جو قید مذکور ہے اول تو وہ قید احترازی نہیں ہے، اتفاقی ہے جیسا کہ علمائے محدثین کے اقوال سے صاف ظاہر ہے، دوسرے اگر اس میں فخر کا لگاؤ نہیں ہے تو کیا وجہ ہے کہ ٹخنوں سے اونچا پائجامہ پہننے میں عار آتی ہے یا ایسے پہننے والوں کو نظر حقارت سے کیوں دیکھتے ہیں اور اس بابت ان سے مضحکہ بھی کرتے ہیں، جو کفر ہی ہے کہ مسائل شرعیہ پر مضحکہ اڑانا صریح کفر ہے، غرض کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ساری سب خرابی ضمیر ہی کی خرابی سے ہے ورنہ احکام شریعت کی بجا آوری کچھ مشکل نہ تھی۔ (عدّ الآثام معروف بہ احکام الاعضاء)

اسلئے مسلمانوں پر لازم ہے کہ ٹخنوں سے اوپر اِزار پائجامہ پہنیں اور یہ حکم صرف نماز کیلئے نہیں ہے بلکہ ہر وقت اس پر عمل کرنا لازم اور ضروری ہے گو کہ نماز کے وقت عمل نہ کرنے گناہ نسبتہً زیادہ ہوگا اور اگر یہ فعل از راہِ تکبر ہے تو اس حالت میں نماز بھی مکروہ تحریمی ہوگی، ثواب سے محرومی رہے گی۔ فتاویٰ دار العلوم میں ہے، سوال: نماز میں ٹخنوں سے نیچے پاجامہ پہننا کیسا ہے؟ الجواب: نماز میں ٹخنوں سے نیچے پائجامہ لٹکا کر نماز پڑھنا مکروہ ہے، ثواب سے محروم رہے گا نماز کے علاوہ بھی ٹخنوں سے اوپر رکھنا ضروری ہے، حدیث میں ایسے شخص کیلئے بہت وعید آئی ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم جلد ۴/ ۲۷۔ فتاویٰ رحیمیہ جلد ۷/ ۱۸۵) فقط واللہ اعلم بالصواب

سوال: عام طور پر یہاں گاؤں میں جب صبح فجر کی نماز کیلئے جاتے ہیں، اگر فجر کا وقت ابھی نہیں ہوا ہوگا تب بھی یہاں کوئی بھی شخص مسجد میں داخل ہوتے ہی پہلے اذان دیتا ہے، حالانکہ کبھی دس منٹ پہلے، کبھی بیس منٹ پہلے اذان ہوتی ہے، جبکہ (کیلنڈر) میقات الصلوٰۃ کے مطابق نہیں ہوتی، تو کیا یہ اذان ادا ہوگی یا دوبارہ دینی ضروری ہے؟ نیز صبح یعنی نمازِ فجر کا بہتر وقت کیا ہے؟

جواب: حامداً و مصلیاً: اوقاتِ نماز کے کیلنڈر مثلاً میقات الصلوٰۃ میں صبح صادق کا جو وقت درج ہے اس وقت سے پہلے اذان فجر پڑھنا ہرگز درست نہیں، اگر اس سے پہلے اذان پڑھی گئی تو وہ اذان ادا نہیں ہوگی، اس اذان کا اعادہ کرنا ضروری ہے، دراصل صبح صادق کا وقت کئی احکام کو متغیر کرنے والا وقت ہے، یہ اختتام سحری کا وقت بھی ہے، اختتام تہجد کا وقت بھی ہے، اور آغاز نماز فجر کا وقت بھی ہے، اسلئے جیسے صبح صادق کے بعد نہ سحری کھانا درست ہے نہ تہجد پڑھنا درست ہے، اسی طرح صبح صادق سے پہلے نہ نمازِ فجر درست ہے نہ اذان فجر دُرست ہے، یہ تمام امت کا اجماعی مسئلہ ہے، اور احادیث سے بھی یہی ثابت ہے، اس کی خلاف ورزی صحیح نہیں ہے، صبح صادق کے وقت اذان کے سلسلے میں مؤذن کو بہت محتاط ہونا ضروری ہے، اگر اس نے وقت سے پہلے اذان پڑھی تو گویا وہ وقت سے پہلے اختتام سحری اور اختتام تہجد کا اعلان کررہا ہے، اسی طرح وقت آنے سے پہلے نماز فجر پڑھنے کی دعوت دے رہا ہے، جب کہ ایسا کرنا صحیح نہیں ہے، اسی لئے حضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ مؤذن امانت کا بار اپنے سر پر لئے ہوئے ہے، لہٰذا نہ وہ وقت سے پہلے اذان پڑھے نہ وقت سے تاخیر کرکے اذان پڑھے۔

پس میقات الصلوٰۃ صبح صادق کا جو وقت رکھا ہے اس پر اذان فجر پڑھنے کا اہتمام کرے، اس سے پہلے نہ اس کے بعد، اسکے نتیجے میں نہ کسی کی سحری غلط وقت پر ہوگی نہ کسی کے تہجد کو نقصان ہوگا اور نہ کسی کی نماز صبح وقت سے پہلے ہوگی۔

اسی لئے صبح کی نماز غلس (اندھیر) اور اسفار (روشنی) میں پڑھنا حدیث سے ثابت ہے، اسلام کے ابتدائی دَور میں صحابہؓ جو نئے نئے مسلمان ہوئے تھے، ان میں عبادت کا ذوق وشوق بے پناہ تھا، نبی کریمؐ کی معیت میں اکثر مسجد میں شب باشی کرتے، عبادات سیکھتے، نوافل اور تہجد میں مشغول رہتے، ان حضرات کیلئے غلس میں نماز پڑھنا آسان تھا (جیسا کہ ہمارے لئے رمضان المبارک میں نمازِ فجر جلد ادا کرلینے میں سہولت ہوتی ہے) کسی کی جماعت فوت ہونے کا اندیشہ نہ تھا، پھر جب مسلمانوں کی کثرت ہوئی اور اُن کیلئے صبح کی نماز تاخیر اور اسفار میں پڑھنے میں سہولت ہونے لگی اور اسوقت لوگوں کا جماعت میں شریک ہونا آسان ہونے لگا تو ان کی جماعت فوت نہ ہوجائے اس بنا پر حضورؐ اور صحابہؓ اسفار میں نماز پڑھنے لگے اور ساتھ ساتھ حضور اکرمؐ نے اسکی فضیلت بھی بیان فرمائی ہے، ''نمازِ فجر خوب اُجالے میں پڑھو اسمیں بہت زیادہ اجر ہے'' (ابوداؤ جلد ۱/ ۷۶) نیز حدیث میں ہے: ''اَسْفِرُوْا بِالْفَجْرِ فَاِنَّهٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ'' نیز دیگر کتب احادیث میں بھی قریب قریب یہی الفاظِ مبارکہ ہیں، جیسے مسلم شریف جلد ۱/ ۲۲۲، نسائی جلد ۱/ ۹۵، ابن ماجہ جلد ۱/ ۹۴، مجمع الزوائد جلد ۱/ ۳۱۱، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱/ ۳۲۳، طحطاوی جلد ۱/ ۱۰۱ وغیرہ میں ملاحظہ ہو۔ اسلئے فقہاء تحریر فرماتے ہیں کہ صبح کی نماز اُجالے میں ادا کی جائے یعنی طلوع آفتاب سے اس قدر پہلے شروع کی جائے کہ سنت کے مطابق پڑھ کر نماز پوری کرسکیں اور اگر نماز میں فساد آجائے تو مسنون قرأت کے ساتھ نماز کا اعادہ کرسکیں، (اس کیلئے ۲۵، ۳۰ منٹ کافی ہیں) یعنی طلوع آفتاب سے پچیس تیس منٹ پہلے جماعت کا وقت مقرر کرنا مستحب ہے، یہ اسلئے کہ صبح کا وقت سونے اور غفلت کا ہے، غلس میں جماعت کرنے سے اکثر لوگوں کی جماعت فوت ہوگی، اسلئے تاخیر افضل ہے مگر اس قدر تاخیر نہ ہو کہ سلام پھیرنے کے بعد اعادہ کا وقت نہ رہے، ''مالابد منہ'' میں ہے: ''صبح کی نماز اتنے اُجالے میں پڑھنا مستحب ہے کہ مسنون قرأت سے ادا کرنے کے بعد اتنا وقت رہے کہ نماز فاسد ہوجائے تو دوبارہ مسنون قرأت کے ساتھ ادا کرسکے''۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

سوال: عام طور پر جب کہیں پر دعوت پر جاتے ہیں خاص کر نکاح کی دعوت میں تو وہاں موجود مولوی صاحب کو ہاتھ دھلانے سے پہلے سب لوگ آمین کہنے کے انتظار میں ہوتا ہے کہ مولوی صاحب فاتحہ پڑھے۔ کیا یہ طریقہ شرعاً دُرست ہے یا نہیں؟ اس کا کیا حکم ہے؟

عبدالرشید شاہ۔بٹہ پورہ ترال

جواب: وبالله التوفيق: ایصال ثواب کیلئے کھانے پر فاتحہ خوانی کا یہ طریقہ بے بنیاد اور بلا دلیل شرعی اور بدعت ہے، اس کے ثبوت میں جو حدیث پیش کی جاتی ہے وہ موضوع (من گھڑت اور بنائی ہوئی) ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ جلد ۳/ ۱۹۱) میت کو ثواب ہر نیکی کا پہنچایا جاسکتا ہے اور میت کو ثواب پہنچانے کی نیت کرلی جائے تو اس سے ثواب پہنچ جاتا ہے، لیکن کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھنا یا کھا کر فاتحہ پڑھنا اور یہ سمجھنا بغیر اس کے ثواب نہیں پہنچتا غلط ہے، کسی دلیل سے ثابت نہیں ہے، اس سے پرہیز لازم ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ جلد ۱/ ۹۲)

کھانے پر فاتحہ پڑھنا بالکل بے بنیاد ہے (لیکن اگر ایسا کیا جائے تو یہ کھانا حرام نہیں ہوتا//

بقیہ صفحہ 4 پر......./

نوٹ: اس شمارے میں شامل اشاعت مضامین ومراسلے وغیرہ سے ادارے کا ہر بات سے متفق ہونا ضروری نہیں۔ مدیر

ناخن۔ انسانی جسم کے تھرمامیٹر

قدرت کی بے شمار فیاضیوں میں سے ناخن بھی ایک نعمت اور فطرت کی صناعی کا ایک عجیب وغریب نمونہ ہے، ناخنوں کی ساخت، ان کی شکل اور رنگت پر اگر غور کیا جائے تو ہمیں بڑی دلچسپی اور حیرت انگیز معلومات حاصل ہوتی ہیں، خوردبین سے معائنہ کرنے پر پتا چلتا ہے کہ ہمارے ناخن بے شمار چھوٹے چھوٹے ریشم نما بالوں کے مادے سے بنتے ہیں، یہ آپس میں اس قدر مربوط ہوتے ہیں کہ ان کی ٹھوس قسم کی سطح بن جاتی ہے، ناخن دراصل ریشے دار پروٹین (مادے) کیرٹن، سے بنتے ہیں، اسی مادے سے انسانی جلد، بال، پر وغیرہ تشکیل پاتے ہیں، انسانوں کے ناخن پرندوں اور درندوں کے ناخنوں سے ملتے جلتے ہیں، البتہ انسانی ناخن زیادہ شفاف، ملائم اور خوبصورت ہوتے ہیں، جانور، پرندے اور درندے انہیں اپنے دفاع اور شکار کیلئے استعمال کرتے ہیں، اس کے برعکس انسان کے ناخنوں کی افادیت کا انسانی نقطہ نظر اور ہے۔

اگر ہماری انگلیاں ناخنوں کے بغیر ہوں، تو ان کے آخری سرے جو نہایت حساس ہوتے ہیں، آئے دِن حادثات کی نظر ہوتے ہیں، یعنی ناخن نہ ہوں تو نہ صرف ہماری انگلیاں بدنما نظر آئیں گی بلکہ وہ صحیح طرح کام بھی نہیں کرسکیں گی۔ دراصل ہماری انگلیوں کے آخری سروں پر لاتعداد رگوں اور ریشوں کا اجتماع ہوتا ہے۔ جن کا تعلق اور خصوصی رابطہ باقی جسم سے ہوتا ہے، انگلیوں کے اس حصے میں قدرت نے قوتِ لامسہ یعنی چھونے کی حِس جیسی نازک شئ چھپائی ہے، چنانچہ اس کی حفاظت کیلئے انگلیوں کے باہر والے سروں پر ناخن لگادیئے ہیں، جو دراصل ہمارے جسم کے اندر جھانکنے والی کھڑکیوں کے مانند ہیں، اوران کے مطالعے سے ہم انسانی جبلت اور خصلت کے متعلق کافی معلومات حاصل کرسکتے ہیں، مثلاً ناخنوں کی رنگت دیکھ کر ہمیں اپنے جسم میں خون کی روانی کا علم ہوتا ہے، اور اپنی صحت اور مزاج کے متعلق معلومات ملتی ہیں۔ ناخنوں کی جو رنگت ہمارے سامنے ہے، وہ انکی نہیں بلکہ ہمارے جسم کی ہوتی ہے، اس رنگت سے ہمیں اپنی صحت کے متعلق اندازہ ہوسکتا ہے۔ اچھے اور تندرست جسم والے انسان کی جلد اچھی ہو مگر ناخن نہایت شفاف، چمکیلے اور سرخ رنگت رکھتے ہیں، اگر ہاتھوں کی جلد اچھی ہو مگر ناخن درا بھدے نظر آنے لگیں تو اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ جسم کے اندر کوئی نہ کوئی خرابی موجود ہے، کھردرے ناخن یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے اعصابی نظام (نروس سسٹم) میں کچھ گڑبڑ ہے، آپ اس پر مزید غور کیلئے دیکھیں کہ جلد اور ناخن کی حالت ایک جیسی ہے یا کچھ فرق ہے؟ اگر فرق واضح ہے تو پھر آپ سنجیدگی سے مرض تلاش کرنے کی کوشش کریں، ناخن بالکل صاف اور شفاف ہونے چاہئیں، ان کی رنگت گلابی سرخی مائل اور چمکدار ہونی چاہیے، صاف ستھرے ناخنوں کے ریشے بھی ہموار ہوتے ہیں، لیکن کرخت اور بھدے ناخنوں کے ریشوں میں اتنا زیادہ باہمی ربط نہیں ہوتا، ناخنوں پر کھردرے پن یا اُبھاروں کی موجودگی سے پتا چلتا ہے کہ ہمارا اعصابی نظام ٹھیک سے کام نہیں کررہا اور انسان بےچین زندگی گزار رہا ہے، اگر ناخن نالی دار، جھری دار اور کھردرے بھی ہوں تو وہ آسانی سے تڑخ کر رفتہ رفتہ انگلیوں سے الگ ہونے لگتے ہیں۔

بعض اوقات ناخنوں پر سفید دھبے نمودار ہوجاتے ہیں، شروع شروع میں یہ مدھم ہوتے ہیں، پھر نمایاں ہوجاتے ہیں، انکا نمودار ہونا خطرے کی پہلی گھنٹی ہے، چنانچہ جوں جوں خرابی بڑھتی ہے، یہ سفید دھبے بڑے اور نمایاں ہوتے جاتے ہیں اسکے بعد ناخنوں پر جھریاں یا نالیاں بنتی ہیں، اَب انسان اپنی اندرونی خستہ حالی اور کمزوری سے آگاہ ہوتا ہے جلد ہی ناخن تڑخ کر اُتر جاتے ہیں لیکن اگر اب بھی ہم احتیاط سے کام لیں، اپنی خوراک صحیح رکھیں، پانی وافر پیئیں، جلے بھنے گوشت سے خصوصاً پرہیز کریں، سبزیوں اور ترکاریوں کا استعمال کریں، خصوصاً کچی سبزیاں کھائیں، مفید قسم کے پھل اور غذا مثلاً زیتون کا تیل، شہد، انجیر اور ادرک استعمال کریں تو ہمارے ناخن اپنی اصلی حالت پر آسکتے ہیں۔ کئی ناخن شروع میں چوڑے ہوتے ہیں، اُنکی رنگت گلابی اور ساخت عمدہ ہوتی ہے ایسے ناخنوں کا مالک کھلے دِل ودماغ کا مالک، دیانتدار اور حقیقت پسند ہوتا ہے، یہ چوڑے ناخن اپنے مالک کی عمدہ شخصیت کا مظاہرہ ہوتے ہیں، ایک ناخن کو اُگنے اور مکمل ہونے میں تقریباً چھ ماہ کا عرصہ لگتا ہے، اگر بدقسمتی سے ان ناخنوں پر جھریاں وغیرہ پڑجائیں تو کیا آپ اندازہ لگاسکتے ہیں کہ ان میں کمزوری کب واقع ہوئی؟ اگر جھریوں نے ایک چوتھائی ناخن ڈھانپ رکھا ہو تو تقریباً ڈیڑھ یا دو ماہ قبل کمزوری شروع ہوئی تھی، ایک تہائی کیلئے تین ساڑھے تین اور اگر ناخن مکمل طور پر ڈھک چکا ہو تو یہ عرصہ چھ سے آٹھ ماہ تک کا ہوسکتا ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ تنگ قسم کے ناخنوں والے کی صحت عموماً قابل رشک نہیں ہوتی، اس قسم کے لوگ اپنی نفسیاتی طاقت کے بل بوتے پر جیتے ہیں، تنگ قسم کے ناخن اکثر وبیشتر سفید، زرد نیلا یا ہلکا گلابی ہوتا ہے مگر سرخ نہیں ہوتا، اس قسم کے ناخن کے نیچے سے نیلاہٹ جھلکتی ہے، جو خراب صحت کی نشانی ہے، اچھی صحت کیلئے ہماری انگلیوں پر صرف شفاف ناخن ہونے لازمی ہیں، جن میں سرخی ہو، درمیانے چھوٹے ناخنوں کا مالک بحث ومباحثہ کا بڑا شوقین ہوتا ہے لیکن ناخن اگر بہت ہی چھوٹا ہو اور گوشت کے اوپر آجائے تو اسکا مالک صرف اپنے آپ کو صحیح تصور کرکے بحث مباحثہ نہیں کرتا اور مطمئن ہوتا ہے، یہ چھوٹا ناخن ایک انچ کی چوتھائی جتنا چوڑا ہوتا ہے اس کی موجودگی میں انگلیاں ڈنڈا نما لگتی ہے، اس ناخن کے مالک کی صحت اچھی، دماغ حاضر، بہت زیادہ نکتہ چینی، اور بحث کرنیوالا ہوتا ہے، اسے کھانے پینے سے بھی زیادہ بحث مطلوب ہوتی ہے، یہ اکثر ایسے موضوعات پر بھی آپ کے اُلٹ چل کر بحث جیتنے کی کوشش کرے گا جو بظاہر واضح ہوتے ہیں، بہتر ہے ایسے لوگوں سے بحث نہ کی جائے، ایسے ناخن والوں کی انگلیاں اکثر گرہ دار ہوتی ہیں، اور انگوٹھا بڑا اور سخت قسم کا ہوتا ہے، ایک اور چھوٹا ناخن سامنے سے مربع جیسا یا بالکل مربع قسم کا ہوتا ہے، ایسا ناخن عام طور پر لمبی انگلیوں یا بڑے ہاتھوں پر پایا جاتا ہے، اور دِل کی کمزوری ظاہر کرتا ہے۔ ناخن کی ایک قسم کو ہم ایک دفعہ دیکھ کر بھول نہیں سکتے، یہ بلب نما ناخن انگلیوں کے آخری سروں پر ہوتا ہے، نیچے سے یہ انگلیاں عام انگلیوں جیسی ہوتی ہیں، لیکن سروں پر جاکر ایک دم موٹی اور گول ہوجاتی ہیں۔// بقیہ صفحہ 7 پر.....//

تاریخی عالی مسجد عیدگاہ میں امام اعظمؒ کانفرنس منعقد

علمائے کرام نے حضرت امام ابوحنیفہؒ کی علمی وفقہی خدمات کو ناقابل فراموش قرار دیا

سرینگر// جمعیۃ علماء اہل سنت والجماعۃ ضلع سرینگر وبڈگام کے اہتمام سے سرینگر کی تاریخی عالی مسجد عیدگاہ میں امام اعظمؒ کانفرنس منعقد ہوئی جس میں ائمہ اربعہ حضرت امام اعظمؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ اور امام مالکؒ خصوصاً اُستاذ المحدثین حضرت امام ابوحنیفہؒ تابعی کی علمی وفقہی خدمات، روحانی کمالات، علم حدیث وتدوین فقہ میں ان کے تجدیدی کارناموں نیز عقائد اہل سنت والجماعۃ کے تحفظ کے سلسلے میں ان کی نمایاں خدمات کو اُجاگر کیا گیا۔ کانفرنس سے مولانا مفتی مظفر حسین قاسمی رُکن جمعیۃ علماء وناظم مجلس تحفظ ختم نبوت جموں وکشمیر، مفتی نذیر احمد قاسمی صاحب رکن جمعیت علماء وممبر آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ، مولانا ارشد ندوی صدر جمعیت علماء اہل سنت والجماعۃ ضلع سرینگر وبڈگام اور بزرگ عالم دین مولانا حمید اللہ صاحب رکن تاسیسی جمعیت علماء جموں وکشمیر وغیرہ نے خطاب کیا۔ کانفرنس میں سینکڑوں علمائے کرام ومفتیان عظام، دانشورانِ ملت اور ہزاروں فرزندانِ توحید نے شرکت کرکے حضرت امام اعظمؒ ابوحنیفہؒ ودیگر ائمہ مجتہدین کے تئیں اپنی والہانہ محبت وعقیدت کا اظہار کیا۔ دارالعلوم رحیمیہ بانڈی پورہ کے صدر مفتی، مفتی نذیر احمد صاحب قاسمی نے کہا کہ امام ابوحنیفہؒ کی فقہی خدمات اور فقہ کے میدان میں جواُن کے کارنامے ہیں، عالم اسلام کے اکثر علماء ان کے کارناموں اور خدمات کو نہ صرف تسلیم کرتے ہیں بلکہ ان کی خداداد صلاحیت اوران کے دین کے تعمق اور گہرائی کو خدا کا انعام سمجھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اسلئے کہ فقہ اسلامی ایک ایسا موضوع ہے جس میں بیک وقت تفسیر قرآن، علم حدیث اور جس موضوع سے متعلق غور وفکر کی ضرورت پڑتی ہے اس موضوع کے ماہرین کے نظریات کو جاننا ضروری ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بیک وقت اتنے علوم کی مہارت حاصل کرنا ہمہ شما کا کام نہیں ہے، اسی طرح مفتی مظفر حسین صاحب قاسمی نے کہا کہ امام اعظمؒ ابوحنیفہ علم حدیث کے میدان میں جواُن کی خدمات ہیں وہ محدثین کی اگلی صف میں جگہ پانے والے مایہ ناز علماء میں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اس کے ساتھ ساتھ امام ابوحنیفہؒ ائمہ اربعہ میں تابعین کے درجہ کے فرد فرید ہیں۔ اسلئے کہ انہوں نے صحابہؓ کی زیارت کا شرف حاصل کیا ہے، امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد امام بخاریؒ اور دیگر علمائے حدیث کے اُستادوں میں شامل ہیں۔ آخر میں مولانا حمید اللہ صاحب نے اختتامی کلمات میں اُمت مسلمہ پر زور دیا کہ علماء کی اتباع اور اس اُمت کے تمام طبقات کی تعظیم اوران کی دینی وراثت سے اپنے کو مستفید کرنے کی ضرورت ہے، مولانا حمید اللہ صاحب نے کہا کہ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اطاعت اور اتباعِ سنت، قرآن پاک کے ساتھ تعلق یہ وہ بنیادیں ہیں جس سے امت کی بھنور میں پھنسی کشتی کو کنارے لگایا جاسکتا ہے، ان ہی اختتامی کلمات کے بعد مولانا حمید اللہ صاحب کی دعا پر مجلس کا اختتام ہوا، جمعیۃ علماء ضلع سرینگر وبڈگام کے صدر مولانا اَرشد ندوی نے اس موقع پر تمام علماء کرام، دانشوران ملت، منتظمین عالی مسجد، سول وپولیس انتظامیہ اور دیگر کارکنان کا امام اعظمؒ کانفرنس میں ہر طرح کا تعاون فراہم کرنے پر انکا شکریہ ادا کیا۔

الغزالی ٹور اینڈ ٹراولز کے ساتھ ہی عمرہ کیوں؟

☆ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ایماندارنہ طور اپنے وعدوں پر انشاء اللہ سو فیصد کاربند۔
☆ مکہ مکرّمہ ومدینہ منورہ میں نزدیک ترین اعلیٰ ائیرکنڈیشن ستارہ ہوٹلوں میں قیام۔
☆ مکہ مکرمہ ومدینہ منورہ میں ائیرکنڈیشن بسوں میں مقدس مقامات کی زیارت۔
☆ دورانِ سفر ماہر گائیڈ وتجربہ کار معلّم کی خدمات۔
☆ کشمیری طرز پر 5 - 4 اَقسام کے کھانے پینے کا اعلیٰ، معیاری ومَن پسند انتظام۔
☆ جوس، مشروبات، لپٹن ونمکین چائے اور میوہ جات وغیرہ کی سہولیات۔
☆ ایمرجنسی میڈیکل سہولیات۔
☆ کپڑے دھونے کا معقول انتظام۔ (Unlimited Laundary)
☆ احرام، زمزم، طوافِ تسبیح، عمرہ تربیتی کتابیں اور VCDs وغیرہ ھدیۃً پیش خدمت۔

مزید اپنی بھرپور تسلّی کیلئے آپ اُن تمام زائرین سے معلومات حاصل کرسکتے ہیں جنہوں نے ہمارے ساتھ گذشتہ برسوں میں حج وعمرہ ادا کیا ہو۔

100% گارنٹی اور اطمینانِ قلب کے ساتھ اپنے عمرہ کو مقبول ومعیاری بنانے کیلئے آج ہی اپنے بھروسہ مند ادارے سے رابطہ کریں۔

عمرہ ربیع الاول کی بکنگ جاری ہے

اعتماد آپ کریں.................معیار ہم پیش کریں گے۔

آپ کی خدمت میں برسوں سے پیش پیش

الغزالی ٹور اینڈ ٹراولز

ہیڈ آفس: شاہ انور کالونی حیدر پورہ بائی پاس سرینگر۔ برانچ آفس: مدینہ چوک گاؤ کدل سرینگر
فون نمبرات: 0194-2482759, 2481821
موبائل نمبرات: 9419011197, 9906546012

www.khanqah.in

www.khanqah.in

بقیہ : صفحہ آخر سے آگے............

کل نفس معها سائق و شهيد (ق) ہر شخص حال میں آئے گا، کہ اس کے ساتھ ایک فرشتہ (ہانک کر) لانے والا ہوگا۔ اور ایک (فرشتہ) گواہی دینے والا ہوگا۔

اہل ایمان کو ثابت قدم رکھنے کے لئے حق تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا: واذ يوحى ربک الى الملائكة انى معكم فثبتوا الذين امنوا (الانفال) اور وہ وقت یاد کرو جب آپ کا رب فرشتوں کو حکم دے رہا تھا، کہ تم اہل ایمان کو ثابت قدم رکھو، میں تمہارے ساتھ ہوں۔ فرشتے اہل ایمان کے لئے دعا کرتے ہیں، رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ ارشاد ہیں۔ ان الله و ملائكته يصلون على النبى (پ ۲۲ ع ۳) بے شک اللہ اور اس کے فرشتے (حضرت) نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ فرشتے نماز فجر کے وقت مومنوں کے ساتھ گواہ کے طور پر حاضر ہوتے ہیں ان قرآن الفجر كان مشهودا (بنی اسرائیل)۔ بے شک فجر حاضر ہونے کا وقت ہے۔ فرشتے موت کے وقت اہل ایمان کو نوید مسرت سناتے ہیں۔ ارشاد ہے۔ ان الذين قالوا ربنا الله ثم استقاموا فتتنزل عليهم الملائكة الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنة التى كنتم توعدون (حم سجدہ) بے شک جن لوگوں نے کہا ہمارا پروردگار اللہ ہے، پھر اپنے اس کہے پر ڈٹ گئے، ان پر فرشتے اترتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں خوف نہ کھاؤ غم نہ کرو اس جنت کی تمہیں بشارت ہو جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔

بقیہ : صفحہ 6 سے آگے............

ان پر ناخن بھی مڑے ہوئے ہوتے ہیں، عام طور پر ایسے ناخن نیلاہٹ لیے ہوتے ہیں، یہ تپ دِق کے ترقی یافتہ مرحلے کی علامت ہے کہ اَب خون کی روانی مسدود اور خون گاڑھا ہو گیا ہے پھیپھڑے جن کا کام خون میں سے کاربن آکسائیڈ گیس خارج کرنا اور آکسیجن بھرنا ہے، آہستہ آہستہ اپنا کام چھوڑ دیتے ہیں اور خون میں زہریلا مواد بہنے لگتا ہے اور مریض جلد یا بہ دیر مر جاتا ہے۔ سفید قسم کے ناخن جسم میں گرماہٹ کی عدم موجودگی ظاہر کرتے ہیں، ایسے ناخنوں کے نیچے جو جلد نظر آتی ہے اس کی سفیدی ان میں جھلکتی ہے۔ نیلے قسم کے ناخنوں میں ہمیں دو قسموں کی تلاش کرنی چاہیے، ایسے ناخن جن کی رنگت نیلی ہوتی ہے یا جن کے نیچے جلد میں نیلاہٹ کی جھلک موجود ہو۔ سرخ یا گہرے رنگ کے ناخنوں کے مالک اچھی صحت کے مالک ہوتے ہیں، یہ زندگی اور ہمارے جسم ہمیں قدرت کی طرف سے ایک امانت کے طور پر دئے گئے ہیں، جس کی دل وجان سے حفاظت کرنا ہمارا فرض منصبی ہے، اس سلسلے میں ہمیں چاہیے کہ باقاعدگی سے ورزش کریں، اپنے آپ کو صاف ستھرا رکھنے کیلئے روزانہ غسل کر خوب پانی پئیں، بھوک رکھ کر کھانا کھائیں، اور خوراک خوب چبا چبا کر کھائیں، ہوسکے تو کبھی کبھی نہ کھائیں، اپنی خوراک میں گوشت اور بہت زیادہ مرغن چیزیں شامل نہ کریں، سبزیوں کا استعمال زیادہ کریں۔

CHAND SOLARS
NEAR J&K BANK, T.P. BRANCH KULGAM
Cell No's: 9419639044, 9596106546

دارالعلوم سواء السبیل آپ کی خدمت..........؟

دارالعلوم سواء السبیل کھانڈی پورہ کولگام جو محتاج تعارف نہیں، پچھلے تیس سال سے اپنی منزلیں طے کرتے آرہا ہے۔ الحمدللہ ہزاروں کی تعداد میں اُمت مسلمہ کے ایمان ویقین اور علم وعمل کو بحر علم وعرفان سے پانی پلاتا رہا، جس کے نتیجے میں سینکڑوں حفّاظ وعلماء اور ائمہ پوری وادی میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اللہ کے فضل وکرم سے روز بروز یہ علمی وایمانی تشنگی بڑھتی ہی جارہی ہے اور طلباء کی تعداد بھی بڑھتی جارہی ہے۔

لیکن دوسری طرف دارالعلوم سواء السبیل میں طلباء کی رہائش کیلئے جگہ کی بہت زیادہ تنگی ہے۔ اس سلسلے میں اَب دارالعلوم میں کچھ تعمیراتی کام کا آغاز ہونے لگا، مسجد شریف کی تعمیر بھی زیر تکمیل ہے۔ اس سلسلے میں اہل خیر حضرات سے تعاون کی گذارش کی جارہی ہے، مثلاً: آپ اپنے والدین یا کسی رشتہ دار یا خود اپنے لئے صدقہ جاریہ کیلئے یہ کام کرسکتے ہیں کہ☆ ایک کمرہ آپ اپنے ذمہ لے سکتے ہیں۔☆ کھڑکیاں اور دروازے کی لاگت آپ دے سکتے ہیں۔☆ سیمنٹ یا لوہا خود لا سکتے ہیں یا اس کی لاگت دے سکتے ہیں۔☆ آپ ایک کمرے کیلئے اینٹیں فراہم کرسکتے ہیں۔☆ آپ مزدوروں کی مزدوری دینے میں حصہ لے سکتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ یہ سارا کچھ آپ دو یا تین مرحلوں میں بھی ادا کرسکتے ہیں۔

آپ کے خیر اندیش۔ خدّام : دارالعلوم سواء السبیل کھانڈی پورہ کولگام کشمیر

CHAND SOLARS
NEAR J&K BANK, T.P. BRANCH KULGAM
Cell No's: 9419639044, 9596106546

اپنے غرور سے باز آجا اس سے پہلے کہ تجھ پر مار پڑے!

پیرانِ پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خطاب

تیری علیٰحدگی اور خدا سے غیر حاضر رہنے نے تجھ کو خدا کے ساتھ مغرور بنا دیا اپنے غرور سے باز آجا اس سے پہلے کہ تجھ پر مار پڑے، ذلیل کیا جائے اور مسلط کردیئے جائیں، تجھ پر بلیات کے سانپ اور بچھو تو نے بلا کا مزہ نہیں چکھا پس ضرور ہوا کہ مغرور یعنی جو کچھ تیرے پاس ہے اس پر اترائے مت کہ یہ سب عنقریب جاتا رہے گا اللہ عز وجل فرماتا ہے یہاں تک کہ جب وہ لوگ اترائے اس مال ودولت پر جو ان کو دی گئی تھی تو ہم نے اچانک ان کو پکڑ لیا جو نعمتیں اللہ پاک کے پاس ہیں ان سے۔ بہرہ یابی صبر ہی کی بدولت ہوسکتی ہے اور اسی لئے اللہ پاک نے صبر کی جگہ جگہ تاکید فرمائی ہے فقر اور صبر دونوں جمع نہیں ہوسکتے مگر مومن کے حق میں۔ جو بندے محبّ ہوتے ہیں وہ تکلیفوں میں مبتلا کئے جاتے ہیں، پس صبر کرتے ہیں اور ان کو نیک کاموں کا بلا کے ساتھ ساتھ الہام کیا جاتا ہے اور جو جوئی تکلیف ان کو ان کے رب کی طرف سے پہنچتی رہتی ہے وہ اس پر جمے رہتے ہیں اگر صبر نہ ہوتا تو تم مجھ کو اپنے اندر نہ دیکھتے میں گویا جال بنایا گیا ہوں جو پرندوں کا شکار کرتا ہے، رات بھر کیلئے میری آنکھیں کھولدی جاتیں اور دن میں میرے پاؤں سے جال چھڑا لیا جاتا ہے۔ درآنحالیکہ آنکھیں بند رکھی جاتی ہیں اور میرا پاؤں جال میں بندھا رہتا ہے (کہ کہیں جا نہ سکوں اور نصیحت سے آزاد منشوں کو پابندِ شرع اور غلام حق بناتا رہوں) یہ تمہاری ہی مصلحت کیلئے ہے مگر تم پہچانتے نہیں اگر حق تعالیٰ کی موافقت (جو میرے ذمہ فرض ہے) نہ ہوتی تو کون عاقل ہے جو اس شہر میں بیٹھنا گوارا کرے اور اسکے باشندوں میں رہے کہ عام طور پر اس میں ریا ونفاق اور ظلم وشبہات وحرام کی کثرت ہے، حق تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکر گزاری اور نعمتوں سے فسق وفجور پر اعانت حاصل کرنا بڑھا ہوا ہے، کثرت سے وہ لوگ ہیں جو گھر میں بیٹھیں تو درماندہ بیکار بنیں اور دُکانوں پر آئیں تو بڑے پرہیز گار بنیں۔ کھانے پینے میں زندیق اور منبر پر آویں تو گویا صدیق ہیں، اگر حکم کا پابند نہ ہوتا تو میں بتا دیتا جو کچھ تمہارے گھروں میں ہے لیکن میرے لئے ایک بنیاد ہے جس کو تعمیر کی ضرورت ہے اور میرے بہت کچھ (روحانی) بچے ہیں جو تربیت کے محتاج ہیں، (پس نصیحت وتبلیغ کی بنیاد پر اصلاح خلق کی تعمیر اور مریدوں کی تکمیل وتربیت کیلئے مجھ کو پردہ پوش بنایا گیا ہے کہ لوگ متوحش نہ ہوں اور پاس آکر منتفع ہوتے رہیں، جو میرے پاس ہے اگر اس میں سے کچھ بھی میں کھولدوں تو وہ میرے اور تمہارے درمیان مفارقت کا سبب بن جائے میں اس حالت میں جسکے اندر اسوقت ہوں انبیاء ومرسلین کی طاقت کا حاجتمند ہوں مجھ کو ضرورت ہے ان کے سے صبر کی جو آدم علیہ السّلام سے میرے زمانے تک گذر چکے ہیں، میں حاجتمند ہوں ربانی قوت کا، اے میرے اللہ لطف اور مدد کر اور رضا نصیب فرما۔ آمین

تو دُنیا میں رہنے اور یہاں کے مزے اُڑانے کیلئے پیدا نہیں ہوا، حق تعالیٰ کی ناراضیوں کی جس حالت میں تو مبتلا ہے اس کو بدل تو نے اللہ کی اطاعت میں صرف لا الٰہ الّا اللہ محمد رسول اللہ کہہ لینے پر قناعت کرلی ہے، حالانکہ جب تک اس کے ساتھ دوسری چیز (یعنی عمل کو) نہ ملائے گا یہ تجھ کو نافع نہ ہوگا۔ ایمان مجموعہ ہے قول کا اور عمل کا۔ ایمان نہ مقبول ہوگا اور نہ مفید جبکہ تو معصیتوں ولغزشوں اور حق تعالیٰ کی مخالفت کا مرتکب ہوگا اور اس پر اڑا رہے گا اگر نماز روزہ اور صدقہ اور نیکوکاریاں چھوڑیگا تو وحدانیت ورسالت کی محض گواہی کیا نفع دے گی؟ جب تو نے لا الٰہ الا اللہ کہا کہ کوئی معبود نہیں بجز اللہ کے تو توحید کا) مدعی تو بن گیا اب کہا جائے گا کہ بتا کوئی تیرا گواہ بھی ہے؟ وہ گواہ کیا ہے؟ حکم ماننا، ممنوعات سے باز رہنا، مصیبتوں پر صبر کرنا، اور تقدیر کے سامنے گردن جھکانا یہ اس دعوے کے گواہ ہیں اور یہ بھی حق تعالیٰ کیلئے اخلاص کے بغیر مقبول نہ ہوں گے کیونکہ کوئی قول قبول نہیں ہوتا بلا عمل کے اور کوئی عمل مقبول نہیں ہوتا بغیر اخلاص اور سنت کے موافقت کے۔ اپنے مال سے جو کچھ ہوسکے فقیروں کی غم خواری کرو۔ اگر کسی چیز کے دینے کی طاقت ہو خواہ ذرا سی ہو یا بہت سی تو سائل کو واپس نہ کرو۔ عطا کو محبوب سمجھنے میں حق تعالیٰ کی موافقت کرو، اور شکر گزار بنو کہ اس نے تم کو اسکا اہل بنایا اور عطا پر قدرت بخشی، تجھ پر افسوس ہے جب کہ سائل اللہ عز وجل کا ہدیہ ہے (جو تیرے پاس بھیجا گیا ہے) اور تو اس کو دینے پر قدرت بھی رکھتا ہے تو ہدیہ کو اسکے بھیجنے والے پر کس طرح رد کرتا ہے؟ میرے پاس بیٹھ کر تو سنتا اور روتا ہے اور جب فقیر آتا ہے تو تیرا قلب سخت بن جاتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ تیرا رونا اور کان لگا کر سننا خالص اللہ کے واسطے نہ تھا میرے پاس بیٹھ کر سننا اولاً باطن سے ہونا چاہیے، پھر قلب سے اس کے بعد اعضاء کو نیکوکاریوں میں مشغول کرنے سے، جب تو میرے پاس آیا کرے تو ایسی حالت سے آیا کر کہ اپنے علم اور عمل اور زبان اور نسب اور حسب سے یکسو ہو کر اور مال اور اہل کو بھولا ہوا ہو، میر سامنے بیٹھ کر ماسوائے اللہ سے قلب کو برہنہ بنا، یہاں تک کہ خدا اس کو اپنے قرب اور فضل واحسانات کا جامہ پہنائے۔ میر پاس آنے کے وقت جب تو ایسا کرے گا تو اس پرندا جیسا بن جائے گا جو صبح کو بھوکا اُٹھتا اور شام کو پیٹ بھر واپس آتا ہے (کہ توکل کے دسترخواں سے بلا کسب شکم سیر ہوتا ہے) حق تعالیٰ کے نور سے قلب کو منور بنا اور اسی لئے جناب رسول اللہ حضرت محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے، اے فاسق! ڈر مومن سے اور اپنے معاصی کی گندگی میں لتھڑا ہوا اسکے پاس مت آ کیونکہ وہ اللہ عز وجل کے نور سے اس حالت کو دیکھتا ہے جس میں تو ملوث ہے، وہ دیکھتا ہے تیرے شرک کو تیرے نفاق کو۔

CHAND SOLARS
NEAR J&K BANK, T.P. BRANCH KULGAM
Cell No's: 9419639044, 9596106546

www.khanqah.in

Vol. 14 No: 40 | 08 November 2013 | Friday

Printer,Publisher: Nizam-ud-din Qurashi
Associate Editor: Hafiz Mushtaq Ahmad Thoker
Postal Adress: Post Box No. 1390 G.P.O Srinager
Sub Office: Khandipora Katrasoo Kulgam Kashmir-192232
Phone No: 01931-212198
Mobile: 09906546004
Branch Office: Srinagar Ph: 2481821

Widely Circulated Weekly News Paper
MUBALLIG
Kashmir

Decl. No: DMS/PUB/627-31/99
R.N.I. No: JKURD/2000/4470
Postal Regd. No: SK/123/2012-2014
Posting Date: 09-11-2013
Printed at: Khidmat Offset Press Srinager
e-mail: muballigmushtaq@gmail.com
muballig_mushtaq@yahoo.com.in

اسلام کی بنیادی تعلیمات سے واقفیت 16

اعداد و تقدیم: (مولانا) حذیفہ بن غلام محمد وستانوی، ناظم تعلیمات اکل کوا

۱۵......مسلمان بھائی کی عدم موجودگی میں بھی اس کی مدد کرتے رہئے یعنی اس کی آبرو یا مال پر اگر دھبہ یا نقصان آئے تو اس کو مٹانے کی کوشش کریں کیوں کہ حدیث شریف میں آیا ہے جہاں کسی مسلمان کی آبرو ریزی ہو رہی ہے ہوتو جو مسلمان ایسے وقت میں اس کی مدد کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت کے وقت اس کی مدد فرمائیں گے اور جو مسلمان اس کی پرواہ نہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی اعانت کے وقت اس کی کچھ پرواہ نہ فرمائیں گے۔

۱۶......شریر لوگوں سے بھی اس نیت سے مدارت کرلیا کیجئے کہ اس طریقے سے آپ ان کے شر سے محفوظ رہ سکیں گے۔ بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہونے کی اجازت چاہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا آنے دو، بُرا شخص ہے اور جب وہ اندر آگیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی نرمی اور ملاطفت کے ساتھ اس سے باتیں کیں جس سے معلوم ہوا ہوتا تھا کہ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کی بڑی قدر کرتے ہیں جب وہ چلا گیا تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی وجہ پوچھی تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بدتر شخص قیامت کے دن وہ ہے جس کی بدی سے بچنے کے لیے لوگ اس کو چھوڑ دیں۔ نیز حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس طریقہ سے بھی آدمی اپنی آبرو بچائے وہ صدقہ میں شمار ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت ہے کہ لوگوں سے ان کے اعمال کے موافق میل جول رکھو البتہ بدکاروں کو دل میں جگہ نہ دو۔

۱۷......زیادہ تر مسکینوں کے پاس اٹھنا بیٹھنا رکھئے اور امراء کی صحبت سے پرہیز کیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی ہے کہ یا اللہ! میری موت و حیات مسکنت ہی کی حالت میں رکھیو اور مسکینوں ہی کے جماعت میں میرا حشر فرمائیو۔ حضرت سلیمان علیہ السلام باوجود اس جاہ واقتدار کے جب کبھی مسجد میں کسی مسکین کو بیٹھا دیکھتے تو اس کے پاس بیٹھ جاتے اور فرمایا کرتے تھے کہ مسکین اپنے ہم جنس مسکین کے پاس بیٹھ گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے ایک مرتبہ دریافت کیا کہ یا اللہ میں آپ کو کہاں تلاش کروں؟ تو حکم ہوا کہ شکستہ دل لوگوں کے پاس۔

پس اس آیت کی رو سے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اگر اس کے پاس کسی شخص کی کوئی امانت ہو، یا کسی کا مالی یا غیر مالی کوئی حق ہو تو اس کو پوری دیانت داری کے ساتھ ادا کرے اور اس کے ادا کرنے میں کوئی کوتاہی اور خیانت نہ کرے یہاں تک کہ اگر کوئی کسی معاملہ میں اس سے مشورہ لے تو پوری خیر خواہی کے ساتھ مشورہ دے، اسی طرح اگر کسی کا کوئی راز معلوم ہو جائے تو اس کو بھی امانت سمجھے اور اس کا راز افشا نہ کرے الغرض ادائے امانت کے اس قرآنی حکم میں اس طرح کی تمام صورتیں داخل ہیں۔

نیز قرآن مجید میں ادائے امانت کے اس حکم کے علاوہ اس کی ترغیب اس طرح بھی دی گئی ہے کہ امانتیں ٹھیک ٹھیک ادا کرنے والوں کو فلاح یاب اور جنتی بتلایا گیا ہے، چنانچہ سورہ مومنون اور سورہ معارج کے پہلے رکوع میں فلاح پانے والوں اور جنت میں جانے والوں کے اوصاف کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے کہ۔ ﴿والذین ھم لأمٰنتھم وعھدھم راعون﴾ (سورۃ المومنون، المعارج ع ۱) اور جو اپنی امانتوں اور عہد کا پاس کرتے ہیں۔

عدل وانصاف: قرآن مجید کی دعوت وتعلیم میں جن اخلاقی اور معاشرتی امور پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے، ان میں ایک عدل وانصاف بھی ہے دراصل یہ بھی سچائی اور راست بازی ہی کی ایک خاص قسم ہے، اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہر شخص کے ساتھ بلا رعایت وہ معاملہ کیا جائے اور اس کے بارے میں وہ خدا لگتی بات کہی جائے جس کا وہ واقع میں مستحق ہے اسی عدل وانصاف پر دنیا کا نظام قائم ہے جس قوم اور جس معاشرے میں عدل اور انصاف نہ ہو وہ خدا کی رحمت سے محروم رہے گی، اور دنیا میں بھی اس کا انجام بہت ہی برا ہوگا، قرآن مجید نے اپنی دعوت وتعلیم میں عدل وانصاف کو جو خاص درجہ اور مقام دیا ہے اس کا اندازہ سورۂ حدید کی ایک آیت سے لگایا جاسکتا ہے ارشاد ہے:۔

﴿لقد ارسلنا رسلنا بالبینٰت وانزلنا معھم الکتاب والمیزان لیقوم الناس بالقسط﴾ ہم نے اپنے رسول بھیجے، کھلے کھلے احکام لے کر، اور اتاریں ہم نے ان کے ساتھ (ہدایت کی) کتابیں اور عدل وانصاف کا فرمان تاکہ لوگ اپنے معاملات میں عدل وانصاف سے کام لیں۔

اس آیت میں المیز ان سے مراد عدل وانصاف کے احکام وقوانین ہیں، اس بنا پر آیت کا مفہوم یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کے ساتھ جس طرح مختلف صحیفے اتارے اسی طرح عدل وانصاف کے فرامین اور احکام وقوانین بھی اتارے، تاکہ اس کے بندے ان صحیفوں کی روشنی میں اس کی بندگی کے راستے پر چلیں اور عدل وانصاف کے فرامین کی رہنمائی میں آپس میں عدل وانصاف کا برتاؤ کریں، الغرض اس آیت میں المیز ان یعنی عدل اور انصاف کا ذکر جس طرح الکتاب کے ساتھ کیا گیا ہے اس سے سمجھا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں اور قرآن مجید کی دعوت وتعلیم میں عدل وانصاف کی کتنی غیر معمولی اہمیت ہے۔

آخر میں ایک آیت سورہ مائدہ کی بھی ملاحظہ کیجئے، جس میں عدل وانصاف کے حکم کے ساتھ بھی تاکید فرمائی گئی ہے کہ اگر کچھ تمھارے دشمن اور بدخواہ ہوں تب بھی ان کے ساتھ تم انصاف ہی کرو ارشاد ہے۔

﴿یاأیھا الذین امنوا کونوا قوّامین للہ شھداء بالقسط ولا یجرِمَنّکُم شَنَأنُ قومٍ علی أن لا تعدلوا اعدلوا ھو أقرب للتقویٰ﴾ (سورۃ المائدۃ ع ۲) او ایمان والو! ہو جاؤ کھڑے ہونے والے اللہ کے لیے، کہنے والے عدل وانصاف کے ساتھ خدا لگتی اور لوگوں کی عداوت وبدخواہی تم کو اس گناہ کے ارتکاب پر آمادہ نہ کردے (یعنی کسی کی دشمنی سے متاثر ہو کر تم ایسے نہ ہو جاؤ) کہ ان کے ساتھ بے انصافی کرنے لگو (تم ہر حال میں) انصاف ہی کرتے رہو، یہی طرزِ عمل قرین تقویٰ ہے۔

اوپر کی آیتوں میں تاکید فرمائی گئی تھی کہ اپنے ذاتی نفع کے خیال سے، یا رشتہ داری وقرابت کی وجہ سے یا کسی کی امیری کے لحاظ سے یا کسی کی غربت پر ترس کھا کر اسے نفع پہنچانے کی نیت سے کوئی بے انصافی اور جانبداری نہ کی جائے، بل کہ صرف خدا کی خوشنودی کے لیے اور سچائی کا حق ادا کرنے کے لیے ہر معاملہ میں عدل وانصاف کیا جائے، اور بات سچی اور خدا لگتی کہی جائے۔

فرشتوں کا اپنا دعوی یوں ہوا: آپ کی حمد کے ساتھ تسبیح اور آپ کے لیے تقدیس تو ہم کررہے ہیں، اس لیے اس بات پر عقیدہ رکھنا ضروری ہے، کہ انسان تسلیم کرے فرشتے اللہ کی اطاعت وعبادت کے لیے پیدا کئے گئے انہیں جو حکم دیا جاتا ہے، وہی کرتے ہیں، وہ سر مو حکم ربانی سے سرتابی نہیں کرسکتے، اور نہ ہی اس کے احکامات وپیغامات میں اپنی تشریح شامل کرتے ہیں اور نہ اپنی مرضی کو دخیل بناتے ہیں۔

فرشتے پہلے انسان بعد: قرآن کی ورشنی میں یہ بات واضح نظر آتی ہے کہ انسان کی پیدائش سے قبل فرشتوں کو پیدا کیا گیا، اللہ تعالی نے جب انسان کو پیدا کرنا چاہا تو فرشتوں کو بتایا کہ میں زمین پر ایسی مخلوق کو پیدا کرنے لگا ہوں

(۲) انی جا عل فی الار ض خلیفه قا لو ا اتجعل فیها من یفسد فیه و یسفک الدما ء (البقرہ)

(۳) یہ بھی تسلیم کرنا چاہیے کہ فرشتوں کی قیام گاہ آسمان پر ہے، اور وہاں سے حکم ربانی کے مطابق زمین پر اترتے ہیں وما نتنز ل الا با مر ربک (مریم) (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہم آپ کے رب کے حکم کے بغیر نہیں اترتے۔

(۵) فرشتوں کی مختلف ڈیوٹیاں لگائی گئی ہیں: (۱) وحی لانے والے فرشتے (۲) روح نکالنے والے فرشتے (۳) بادلوں کو ہنکانے والے فرشتے (۴) ہوا کا انتظام کرنے والے فرشتے (۵) کراماً کاتبین جو انسان کے دائیں اور بائیں کندھے پر مقرر ہیں (۶) وہ فرشتے جو انسان کے ساتھ دس دس کی تعداد میں انسان کی حفاظت کے لئے اس کے ساتھ رہتے ہیں (۷) حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو روضہ سے دور رہنے والوں کا سلام پہنچانے والے (۸) قبر میں مردوں سے سوال کرنے والے جنہیں منکر نکیر کہا جاتا ہے (۹) قبر میں عذاب دینے والے وغیرہ وغیرہ۔

آٹھ فرشتے عرش الٰہی کو اٹھائے ہوئے ہوں گے ارشاد ربانی ہے: ویحمل عرش ربک فوقھم یومئذ ثمأنیة (الحاقہ) اور آٹھ فرشتے اس روز تیرے رب کا عرش اپنے اوپر اٹھائے ہوئے ہوں گے۔

فرشتوں میں سے ایسے بھی ہیں جن کے ذمہ دوزخیوں کو عذاب دینا ہے۔ علیھا ملائکة غلاظ شداد (التحریم) اس پر نہایت تند خو اور سخت گیر فرشتے مقرر ہوں گے اور فرشتے انسانوں کے نامہ اعمال مرتب کرنے پر بھی مقرر کئے گئے ہیں۔ ما یلفظ من قول الا لدیه رقیب عتید (ق) کوئی لفظ اس کی زبان سے نہیں نکلتا جسے محفوظ کرنے کیلئے حاضر باش نگراں موجود نہ ہوں، ہر انسان پر دو فرشتے مقرر ہوتے ہیں۔ فرشتے قیامت کے دن لوگوں کو حساب کیلئے ہانک کرلے جائیں گے ہو جا ء ت

//بقیہ صفحہ 7 پر....../